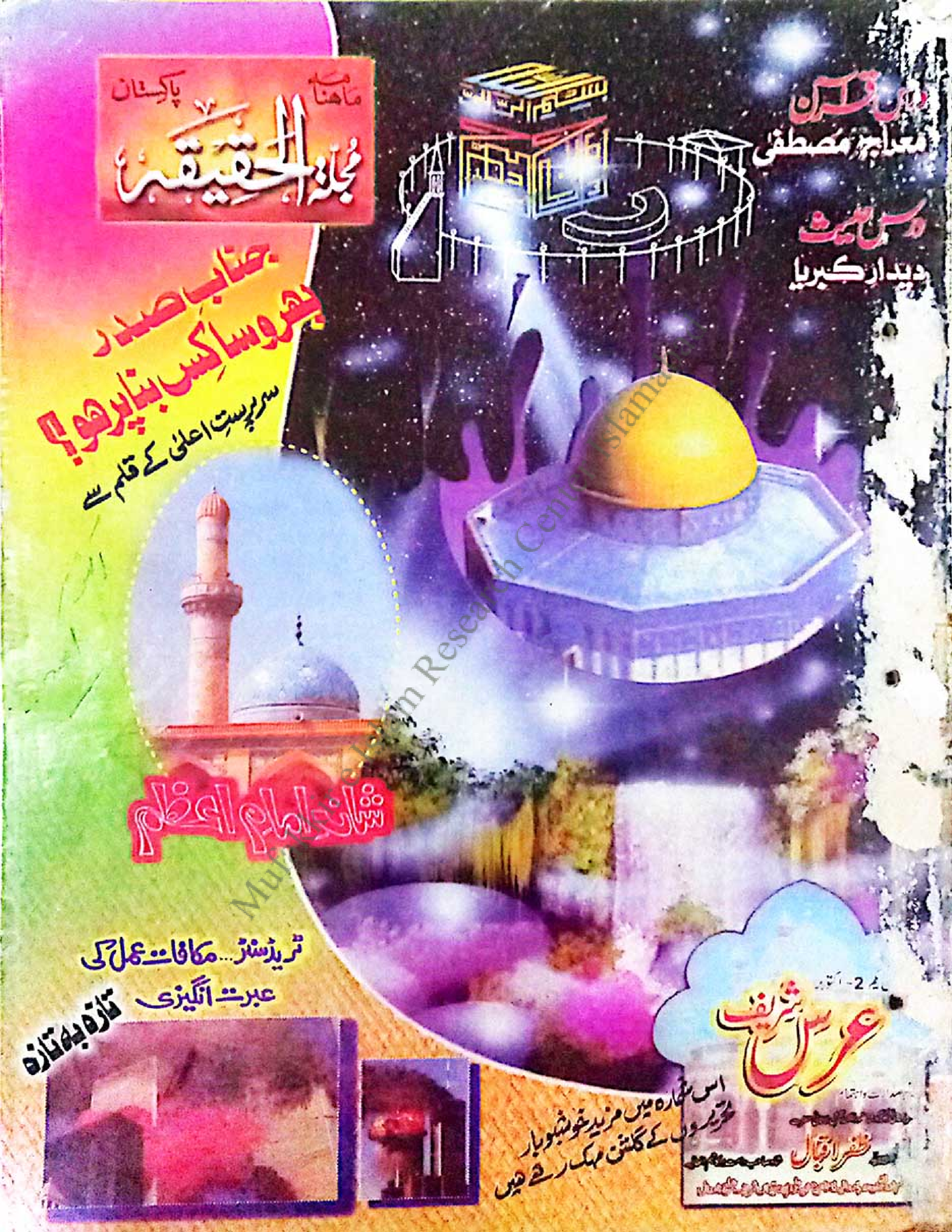

ماہنامہ
پاکستان
مجلۃ الحقیقہ
درس قرآن
معراج مصطفیٰ
درس حدیث
دیدارِ کبریا
جناب صدر
بھروسا کس بنا پر ہو؟
سرپرستِ اعلیٰ کے قلم سے
شانِ امامِ اعظم
ٹریڈ سنٹر... مکافات عمل کی
عبرت انگیزی
تازہ بہ تازہ
عرس شریف
ظفر اقبال
اس شمارہ میں مزید خوشبوبار
تحریروں کے گلشن مہک رہے ہیں

حمد و نعت

لب پہ تیرا حرفِ مدحت ہے خدا کا فضل ہے
اوج پر خورشیدِ قسمت ہے خدا کا فضل ہے

تیرے ملنے سے ہوئی مشروط منزل شوق کی
تیرے در سے میری نسبت ہے خدا کا فضل ہے

تیری آمد سے سبھی رشتے تقدس پا گئے
آدمیت تیری رحمت ہے خدا کا فضل ہے

تو نہ ہوتا تو کہاں ہوتا زمانے کا وجود
تیری حرکت ہی سے برکت ہے، خدا کا فضل ہے

کون دانائے سبل، ختم رُسل، تیرے سوا
تیری خلقت، وجہِ خلقت ہے خدا کا فضل ہے

تیری صُورت میں نظر آیا خدا کا راستہ
تیری طاعت، حق کی طاعت ہے خدا کا فضل ہے

تو مہِ چرخِ نبوت ہے نبوت کی قسم
تو شہِ ختمِ رسالت ہے خدا کا فضل ہے

پھول کو دیکھا تو یاد آئی تبسم کی ادا
چاند کیا ہے، تیری طاعت ہے خدا کا فضل ہے

حُسنِ آدم، دستِ موسیٰ، سطوتِ داود میں
تیری ہیبت، تیری عظمت ہے، خدا کا فضل ہے

راتِ دن نغمہ سرا ہے یہ غلامؔ زار بھی
تیرا غم ہے، تیری چاہت ہے، خدا کا فضل ہے

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔ (التوبہ ۷۳)

زیر سرپرستی

مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر **محمد حسین آسی** نقشبندی

مدیر اعلیٰ: **شجاعت علی مجاہد**

مدیر مسئول: **ابوطلحہ نوری**

ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ
شکرگڑھ پاکستان

رجب المرجب ۱۴۲۲ھ — اکتوبر ۲۰۰۱ء

جلد نمبر ۲ — شمارہ نمبر ایک

اس شمارے میں

ادارت

صاحبزادہ محمد نور المصطفیٰ رضوی

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری — محمد رضاء الدین صدیقی

زیر اہتمام

حاجی اخلاق احمد نقشبندی

مشیر قانون

غلام فرید چوہدری

زرِ تعاون

پاکستان (فی پرچہ)	10 روپے	سالانہ 120 روپے
یورپ (فی پرچہ)	1 پونڈ	سالانہ 10 پونڈ
یو ایس اے (فی پرچہ)	1.5 ڈالر	سالانہ 15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	سالانہ 30 ریال

اشتہارات کے لئے

سائز	زرِ تعاون
بیرون ٹائٹل	1000 روپے
اندرون ٹائٹل	800 روپے
بیرون ہاف ٹائٹل	700 روپے
اندرون ہاف ٹائٹل	500 روپے

برائے رابطہ: **صوفی محمد آصف نقشبندی** انچارج مجلۃ الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکرگڑھ

پبلشر پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا دربار مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر شیران اسلام نقش لاثانی نگر شکرگڑھ (نارووال) سے شائع کیا

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ یونس ۶۲

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم (کنزالایمان)

کلمۃ الحقیقہ

جناب صدر، بھروسا کس بنا پر ہو؟

صدرِ مملکت، چیف ایگزیکٹو اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف نے نشتر ہال پشاور میں فرمایا

''میرے اوپر بھروسا ہے تو قوم مجھ پر بھرپور اعتماد کرے، مجھے کام کرنے کا موقع دے۔''

اسی خطاب کے دوران فرمایا

''ملکی معیشت کی بہتری ہماری اوّلین ترجیح ہے اور اس کے ساتھ غربت کے خاتمے کے لئے بھی اقدامات کر رہے ہیں۔ ہماری معیشت اس وقت تک بحال نہیں ہو گی جب تک غربت دُور نہیں ہو گی اور سرمایہ کاری ہی سے **معیشت کی بحالی اور غربت کا خاتمہ ممکن ہے۔** اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کا ستر فیصد علاقہ دیہی ہے، جہاں بہت زیادہ غربت ہے اور ان دیہی علاقوں میں غربت کے خاتمے کے لئے وہاں زراعت کی ترقی پر توجہ دی جا رہی ہے..... ہمارا ذہن صاف اور واضح ہے اور ہم ملک وقوم کی ترقی اور خوشحالی کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔'' (نوائے وقت لاہور، ۸/نومبر ۲۰۰۱ء)

جنابِ صدر کی تقریر دلپذیر کے یہ چند نکات ہیں، ورنہ اُنھوں نے اور بھی کئی میٹھی میٹھی باتیں کہی ہیں۔ ہماری دعا ہے وہ اچھے اور مفید کام کریں جن سے پاکستان اور پاکستانیوں کو فائدہ پہنچے، لوگ اُن کے قول ہی کو نہیں، عمل کو بھی مفید پائیں اور یوں حاکم ومحکوم میں حسنِ اعتماد کی فضا قائم ہو۔ صدر صاحب کی باتوں سے لگتا ہے جیسے اُن کی قوم کا اُن سے اعتماد اُٹھتا جا رہا ہے، اس لئے انھیں ہر مسئلے کا حل یہی نظر آتا ہے کہ قوم اُن پر اعتماد کرے۔ لیکن اگر قوم ان پر اعتماد نہ کرے گی تو بھی ان کی صحت پر کیا اثر پڑے گا، کیا وہ صدارت چھوڑ دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنابِ صدر بڑے منکسر المزاج ہیں اور یہ ان کا انکسار ہے کہ اپنی عاجز اور پسماندہ قوم کو اعتماد کی تلقین کر کے اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہے۔

جنابِ صدر! اللہ آپ کا بھلا کرے، آپ نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ورنہ آپ کے چُنے ہوئے وزیر تو بڑے بے نیاز ہیں۔ آپ کے منہ سے کبھی کوئی اچھی بات نکل جاتی ہے تو آپ کے وزیروں کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں قوم جنرل صاحب کی باتوں پر اعتماد ہی نہ کرے اور اولین فرصت میں جو اعتماد کا چھوٹا بڑا داغ کہیں نظر آنے لگتا ہے، اُسے دھونے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً ہم سیدھے سادے بھولے بھالے لوگ اس بات پر نہایت خوش تھے کہ آگرہ مذاکرات کے موقع پر آپ نے کشمیر کی بڑی رٹ لگائی اور اپنی قوتِ خداداد سے ثابت کر دیا کہ مردِ مومن غیرت و حمیت کا پیکر ہوتا ہے، اُسے مصلحت کیشی اور ضمیر فروشی نہیں آتی۔ وہاں آپ نے دوٹوک انداز میں ثابت کر دیا کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ طے نہیں ہوتا، کسی اور مسئلے پر گفتگو بے معنی ہے۔ ابھی ہم خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے اور اپنے صدر پر اعتماد کی تیاریاں کر رہے تھے کہ آپ کے وزیر تجارت کشمیر کی، آپ کی اور قوم کی، بلکہ دین کی غیرت سے یکسر بے نیاز ہو کر بھارت سے ایک کروڑ پینتیس ٹن چینی خرید لائے حالانکہ شوگر ملوں میں کافی چینی موجود تھی۔ آپ جیسے باغیرت صدر کی موجودگی میں آپ کے 'بے غیرت' وزیر تجارت کو یہ جرأت کیونکر ہوئی، کیا آپ نے اس سودے کو کالعدم قرار دیا، کیا آپ نے اس 'سودا باز' سے کوئی باز پرس کی، کیا اس شخص کو اس عزت کا خیال آیا جو قوم کے دل میں آپ کے بارے میں 'جنمنے' لگی تھی، پھر فرمایئے 'بے اعتمادی' کا سبب آپ کے وزیر ہیں یا ہم پریشان حال آپ کے محکوم۔ کیا یہ قوم کے ساتھ کھلا مذاق نہیں ہے۔ ملکی پیداوار کو تباہ کرنا اور دشمن ملک کی پیداوار کو مہنگے داموں خریدنا، کیا قوم کے باوفا لوگوں سے متوقع ہو سکتا ہے۔ آپ کی نگاہِ انتخاب کا معیار کیا ہے، پہلے تو اسی پر

بات ہونی چاہیے۔

آپ کے بقول ملکی معیشت کی بہتری آپ کی اولین ترجیح ہے، مگر اس کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں، مثلاً ایک اقدام یہی جس کا ذکر ہوا، یہی حال کم وبیش آپ کی ساری پالیسیوں کا ہے۔ آپ کو حکومت پر قبضہ کئے دو سال ہونے لگے ہیں، اس میں آپ نے سوا مہنگائی بڑھانے کے کیا کیا۔ نہیں نہیں یہ زیادتی ہے، آپ کے اس کے علاوہ بھی کئی کارنامے ہیں۔ بدامنی و دہشت گردی بھی بام عروج تک پہنچ چکی ہے، عیاشی و فحاشی میں بھی زبردست اضافہ ہوا ہے۔ آپ دس سالہ منصوبے بنا رہے ہیں مگر ع

’کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک‘

دو سال کے عرصے میں آپ نے قوم کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ اگر یہی رفتار ترقی رہی تو دس سال تک کیا بنے گا۔ شاید آپ کو یاد ہو، نادر شاہ کی فوج نے جب دہلی میں قتل عام کیا تو آخر کار رنگیلے کے ایک وزیر نے نادر شاہ کو رورو کر یہ شعر سنایا تھا اور کہتے ہیں کہ اُس نے سن لیا تھا

؎ کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

ترجمہ: اب تو کوئی رہ ہی نہیں گیا جسے تو اپنی تیغِ ناز سے مارے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ خلقت کو دوبارہ زندہ کرے اور پھر مارے۔

آپ کیا کرنا چاہتے ہیں، ہم نادان رموزِ مملکت نہیں جانتے مگر اگر ان دو سالوں کو سامنے رکھیں تو کلیجا منہ کو آتا ہے، دل دہل جاتا ہے، امید و آرزو کے چراغ ٹمٹمانے لگتے ہیں۔ خدا جانے آپ کی کابینہ کے آسانی 'لوگ ہم خاک نشینوں کا کیا حشر کریں گے۔ ہماری ایک آرزو تھی کہ آزاد ہوں، ایک حاکم آیا اس نے ہمیں امریکہ کی غلامی میں دیا، دوسرے نے غلامی کے بندھن مزید مضبوط کئے، تیسرے نے امریکہ کے ساتھ آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک کو بھی آقائی میں شریک کر دیا۔ آپ سے توقع تھی کہ کچھ کریں گے اور کرگل کے محاذ پر جو کچھ نواز شریف نے کیا، آپ اس کی تلافی کر دیں گے۔ مگر

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جو کچھ آپ نے کیا اور اپنے وزیروں کے ذریعے کرا رہے ہیں شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ روز بروز قرضوں میں جکڑے جا رہے ہیں۔ لمحہ بہ لمحہ نئے وعدوں پر ٹرخائے جا رہے ہیں اور دمبدم نئے نئے فریبوں کے جال بنے جا رہے ہیں۔

آپ اعتماد کی بات کرتے ہیں۔ فرمائیے اعتماد کیونکر ہو، حکومت کا ایک وزیر کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ۔ ایک ہی دن یعنی ۲۹ راگست ۲۰۰۱ء کی دو خبریں جو اخبار کے سرورق کی زینت ہیں، ملاحظہ ہوں

(۱) متناسب نمائندگی اور مخلوط طرز انتخاب کی تجاویز زیر غور ہیں (عمر اصغر)

(۲) جداگانہ طریقہ انتخاب کو ختم نہیں کیا جا رہا۔ مخلوط انتخاب کی سمری کابینہ کو منظوری کے لئے بھیجنے کی افواہیں بھی بے بنیاد ہیں۔ (سرکاری ترجمان)

اب سنئے شعر:

؎ کس پہ یقین کیجئے، کس پہ یقیں نہ کیجئے
لائے ہیں بزمِ یار سے لوگ خبر الگ الگ

فرمائیے اگر عمر اصغر یعنی اصغر خان کا اسلام دشمن بیٹا (معاذ اللہ) سچ کہہ رہا ہے تو یہ سرکاری ترجمان کون ہیں اور ان کی ترجمانی کی کیا بنیاد ہے پھر اگر ان کی ترجمانی درست ہے تو عمر اصغر کی خرافات کی کیا حقیقت۔

اسی صفحے پر ایک اور شرمناک خبر،

”آئی۔ ایم۔ ایف نے سول اور فوجی ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کی اجازت دے دی“

(نوائے وقت لاہور ۲۹ راگست ۲۰۰۱ء)

جس قوم کے فیصلے ہی اپنے نہیں، جو اپنے فیصلے آپ کر ہی نہیں سکتی، جو اپنی مرضی سے تنخواہ تک مقرر نہیں کر سکتی، اس کے صدر، اس کے وزیر، اس کی کابینہ، اس کی حکومت ... کیا معنیٰ؟

سچی بات یہ ہے کہ حزب اختلاف میں نصر اللہ خاں جیسے نوابزادے بھی جب امریکہ کے آگے فریاد کرتے ہیں تو ہمیں سخت دکھ ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ حزب اختلاف میں بھی غیرتِ ملی کا فقدان ہے۔ ورنہ غیروں سے دادطلبی کیوں۔ مگر حزب اقتدار والوں کا بھی یہی رویہ ہو تو اپنی آزادی کا احساس کیونکر پنپ سکتا ہے اور جس قوم کے نوجوان کی رگ و پے میں غلامی کا احساس پختہ ہوگیا ہے اس کا مورال کیونکر بلند ہوسکتا ہے۔

اسی صفحے پر اسی قسم کی ایک اور خبر۔

’پاکستان میں جاری منصوبوں پر آئی۔ ایم۔ ایف کا

اظہارِ اطمینان، امداد جاری رکھنے کا اعلان۔

(نوائے وقت لاہور ۲۹ راگست)

کیا یہ ہے وہ پاکستان جو حکیم الامت حضرت اقبال کے خوابوں کی تعبیر ہے؟ کیا یہ ہے وہ پاکستان جس کے لئے قائداعظم نے تگ ودو کی تھی۔ کیا یہ ہے وہ پاکستان جس کے لئے امتِ آخریں نے ان گنت قربانیاں دی تھیں۔

جناب چیف ایگزیکٹو! فرمایئے جب آئی۔ ایم۔ ایف کا ایگزیکٹو ڈائریکٹر آپ کو حکومت کے اصلاحاتی ایجنڈے پر آپ کو 'شاباش' دے رہا تھا۔ تو آپ کیا محسوس فرمارہے تھے۔ چلو آپ کی خیر، کبھی قائداعظم کے مزار پر مراقبہ کرکے دیکھ لیجئے، وہ کس قدر تڑپ رہے ہوں گے اور حضرت اقبال کی بارگاہ میں حاضری دے کر کشفِ احوال کی کوشش کیجئے، وہ کتنے بلبلا رہے ہوں گے۔ صدرِ گرامی قدر! یہ تو پوری قوم کے ڈوب مرنے کا مقام ہے جسے آپ کی کابینہ اپنی کامیابی تصور کرتی ہے۔ یقیناً ہم تقدیر کی گرفت میں ہیں۔ ہم نے تشکیل پاکستان کے دوران اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدے کئے تھے، بھول گئے ہیں۔ ہم 'معاذ اللہ' اسلام کی غلامی کا جوا گردن سے اتارنے کی سوچنے لگے اور نتیجہ یہ نکلا کہ دربدر ذلیل ہورہے ہیں۔

آپ آئے تو ہم نے سوچا شاید قوم کا مسیحا آگیا یہ ملت کی مردہ رگوں میں زندگی کا خون دوڑا دے گا مگر آپ نے جو کچھ کیا سب کے سامنے ہے۔

چناں نادیدنی با دیدہ ام من
مرا اے کاشکے مادر نزادے

لیجئے اسی تاریخ کی ایک اور 'ذلت آمیز' خبر، یہ بھی اخبار کے صفحہ اوّل پر ہے۔

منصوبوں پر عمل درآمدگی رفتار سست: امداد میں کمی ہوسکتی ہے (ایشیائی بنک)

گویا ہم محض ذلیل بھکاری ہیں۔ کسی سخی نے کچھ خوش ہوکر کچھ دے دیا اور کسی داتا نے ناراض ہوکر ٹکا سا جواب دے دیا۔

یہ جو کچھ ہورہا ہے، ہماری شامت اعمال ہے جس کا سب سے زیادہ احساس جسے ہونا چاہیے، اسے بھی بالکل نہیں یعنی ہمارے صدر محترم کو۔ اس کا فوری یقینی علاج ہے اجتماعی توبہ۔ ہمارے صدر، ہمارے امیر، خواص وعوام، سچے دل سے توبہ کریں۔ مگر اب تو اسی صورت میں ممکن ہے جب ہمارے 'بڑے' اللہ اکبر کے دربار میں گڑگڑائیں۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب عفو ہوں اور قرآن وسنت کی تعلیمات کو نافذ کریں۔ ایسا ہوگا تو ہم آزاد بھی ہوں گے، مضبوط بھی، معزز بھی ہوں گے اور دنیا کا مرجع بھی۔ دیکھئے پڑوس میں افغانستان کا کیا حال ہے جس روز جناب صدر نشتر ہال پشاور میں 'وعظ' فرمارہے تھے اسی روز پاکستان کے ایک عظیم سپوت یعنی ریٹائرڈ جنرل حمید گل نے حمید نظامی ہال لاہور میں اپنے ان زریں خیالات کا اظہار فرمایا۔

''امریکہ ملٹی نیشنل اداروں کے ذریعے پاکستان کے خلاف خوراک کا ہتھیار استعمال کرنا چاہتا ہے اور ہماری زرعی معیشت پر اثر انداز ہورہا ہے لہٰذا اب کھاد ۱۵ فیصد مہنگی کردی گئی۔ بیس ارب کا صرف زمیندار کو گندم میں نقصان ہوا۔'' اُنھوں نے کہا ''آج بھی بدقسمتی سے ہم جمہوریت اور آمریت کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ غلاموں کی نہ آمریت ہوتی ہے اور نہ جمہوریت۔ ہماری کونسی آزادی، کونسا نظام ہے۔ پہلے ہم حقیقی آزادی حاصل کرلیں حقیقی آزادی ہی ہمیں وسائل اور مسائل کے گرداب سے نکالے گی کہ آج تو ہمیں ٹیکس لگانے کا اختیار ہے نہ وسائل خرچ کرنے کا۔ ہماری تقدیر کے فیصلے آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک کرتے ہیں۔' انھوں نے کہا 'تمام مسائل کا حل صرف شریعت کے نفاذ میں ہے۔ اگرچہ اس میں مشکلات اور تنہائی آئے گی لیکن ہماری ترقی اور فلاح کا راستہ یہی ہے۔ ضرورت صرف اپنے موقف پر ڈٹ جانے کی ہے۔

اُنھوں نے کہا' آج ہم اپنے سائے سے بھی ڈرتے ہیں مگر ہمیں اپنی طاقت کا اندازہ نہیں، آج آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک سے جو قرضے ہمیں ملنے شروع ہوگئے ہیں، وہ چیمن کے ساتھ کئے جانے والے

انھی معاہدات کا ثمر ہے۔ آج پھر پاکستان ایک مرتبہ نہایت اہم ہو کر ابھرا ہے مگر خدشہ ہے کہ ہمارے حکمران ہماری اہمیت کو سستے داموں فروخت نہ کر دیں۔

اُنھوں نے کہا 'آج جب ہم افغان قوم کو تہذیب یافتہ نہیں کہتے تو ان کے پاس بھی دلائل ہیں۔ اُنھوں (یعنی افغانوں) نے مجھ سے پوچھا کہ آپ ہم پر تنقید کرتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی کوئی جنگ جیتی ہے اور کیا ہم نے کبھی کوئی جنگ ہاری ہے۔ کیا آپ کبھی آزاد رہے ہیں، کیا ہم کبھی غلام رہے ہیں۔ ہم نے اپنا ملک ملا عمر کے ایک حکم پر اسلحہ سے پاک کر دیا۔ آپ کا وزیرِ داخلہ روز چیختا ہے مگر اس کی کوئی نہیں سنتا۔ ہم نے بغیر کسی بیرونی امداد کے پوست کی کاشت ختم کر دی، آپ پوری دنیا سے امداد لے کر بھی نہ کر سکے۔ کیا ہم پر کوئی قرضہ ہے اور کیا آپ قرضے کے بغیر رہ سکتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ میں بھی سمجھتا ہوں کہ دنیا میں صرف ایک آزاد ملک ہے اور وہ افغانستان ہے۔ اگر کوئی اور ملک آزادی کا دعویدار ہے تو اسامہ بن لادن کو پناہ دے کر دکھائے۔''

اُنھوں نے کہا' کابل میں جو اس سال پریڈ ہوئی اس میں مجھے شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ ایک شاندار پریڈ تھی۔ اس پریڈ میں سٹنگر میزائل کے علاوہ ہر قسم کا روسی اسلحہ موجود تھا۔ پرانے کے ساتھ نئے روسی ٹینک اور میزائل دیکھ کر میں بھی حیران ہوا لیکن پھر مجھے بتایا گیا کہ شمالی اتحاد کو روس جو بھی اسلحہ فراہم کرتا ہے، وہ طالبان کو خود بخود مل جاتا ہے۔ اب بھی دوستم اور مسعود کو جو بھی اسلحہ فراہم کیا جاتا ہے، ان کے کمانڈر وہ خود ہی طالبان کو دے دیتے ہیں۔ اس پریڈ میں طالبان کے دستوں نے گولیوں اور لوڈ کئے ہوئے اسلحہ بارود کے ساتھ پریڈ میں حصہ لیا جو ان کی خود اعتمادی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ پریڈ دیکھ کر اندازہ ہوا ہے کہ پاکستان سے افغان حکومت کو کچھ نہیں ملا ہے بلکہ اسلحہ کے ذرائع مختلف ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ کابل اس وقت لندن اور ٹوکیو سے زیادہ پر امن ہے۔ ہر گھر میں سستی بجلی فراہم کی جا رہی ہے۔ گاڑیاں چل رہی ہیں۔ سڑکیں بن رہی ہیں۔ طالبان نے اپنا ایک نیا نظام بنایا ہے۔ ان کے پاس کوئی پولیس نہیں ہے مگر پھر بھی امن ہے۔ عدالتوں میں کوئی کیس زیرِ التوا نہیں۔ وہ دنیا کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں مگر نہ تو ان کے پاس باقاعدہ فوج ہے۔ اور نہ ہی دفاعی بجٹ ہے۔ وہاں لوگوں کے چہرے پر سکون ہیں۔ ملا عمر کا احترام ہے اور حکم بھی مانا جاتا ہے۔ یہ ملا عمر کا نہیں بلکہ نفاذِ شریعت کا کمال ہے۔

'الحقیقۃ' کا موجودہ شمارہ

'الحقیقۃ' اللہ کریم اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رحمت سے دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہے، گویا یہ جلد نمبر ۲ کا شمارہ نمبر ا ہے۔ 'الحقیقۃ' کیوں جاری کیا گیا؟ کیسے جاری ہو سکا؟ اس نے کیا کیا معرکے مارے؟ عوام و خواص اور علماء و مشائخ کے اس کے بارے میں کیا تاثرات سامنے آئے؟ جس مقصد کے تحت اس کا اجرا ہوا، اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی؟ یہ ایک لمبی داستان ہے، اسے تفصیل سے پھر کبھی بیان کیا جائے گا، مختصراً اتنا ہی عرض کئے دیتے ہیں کہ بعض لوگوں نے جہاد کا نام لے کر کئی سالوں سے اپنے گستاخانہ عقائد و نظریات کا پرچار شروع کر رکھا تھا اور توحید کے نام پر محبوبانِ خدا کے خلاف محاذ آرائی اور ہرزہ سرائی کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا۔ ہم نے اُن کی بعض تحریریں دیکھیں تو حضرت بایزید بسطامی، حضرت داتا گنج بخش، حضرت مولانا روم جیسی مسلمہ شخصیات (رضی اللہ عنہم) کی شان میں اُن کی یاوہ گوئی کو برداشت نہ کر سکے۔ مزید مطالعہ کیا تو محسوس ہوا، اُن کا دل حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض سے سیاہ ہو چکا ہے۔ اور اسی بغض کو وہ 'تقویٰ' قرار دیتے ہیں۔ سوچا شاید توحید، توحید، کا راگ الاپتے پھرتے ہیں، کوئی اس بارے میں ہی ان کا رویہ

مومنانہ ہو۔ مگر افسوس جس طرح ہر دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم توحید سے بے بہرہ ہوتا ہے، یہ بھی بے بہرہ بلکہ سب سے زیادہ بے بہرہ ہیں۔ یہ خدا کو ہر جگہ جلوہ فرما بھی نہیں مانتے بلکہ ان کا 'خدا' عرش معلیٰ کے کہیں پار کرسی پر بیٹھ کر اپنی مخلوق کا نظارہ کر رہا ہے۔ اب سمجھ آئی کہ ان کا یہ نعرہ کہ 'دور کی آواز کا سننا شرک ہے' کس پس منظر میں ہے۔ یہ خدا کو قرآنی توحید کے مطابق شہ رگ سے قریب نہیں سمجھتے بلکہ بہت دور و دراز فاصلے پر خیال کرتے ہیں لہٰذا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمہ کا دور سے سننا ان کے نزدیک شرک ہے (کیونکہ ان کے زعم باطل کے مطابق خدا دور ہے اور دور سے سننا اس کی صفت ہے)

خیر اس قسم کے لوگ جو توحید کے نام پر شرک اور عقیدہ بالرسالت کے نام پر توہین رسالت پھیلاتے ہیں اور اسلام کے سچے اور نامور محسنین جن کے صدقے ہزاروں لاکھوں کو ایمان کی دولت ملی، کو مشرک ٹھہرا کر تاریخ اسلام ہی کو بدلنا چاہتے ہیں، ہم نے محض خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اپنی 'لاجواب' بے سروسامانی کے باوجود تعاقب کی ٹھانی تو ہر ہر قدم پر کامیابی نے ہمارے قدم چومے۔ جن بزرگان دین کے دفاع کے لئے ہمارا قدم اٹھا تھا، اُن کی دعا و توجہ سے ہم آگے بڑھتے ہی رہے۔ خدا کا شکر ہے اب تک بیسیوں خطوط آچکے ہیں جن کو 'الحقیقہ' نے سکون بخشا اور کتنے ہی ایسے ہیں جن کا تذبذب دور ہوا۔ وہ لوگ جو بدعقیدہ لوگوں کی تحریروں سے غلط فہمیوں کا شکار ہو رہے تھے۔ مطمئن ہو گئے۔

خدا کا شکر ہے جس نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم عاجز و ناتواں بندوں کو اپنے پاک و متصرف و کریم بندوں کا کچھ نہ کچھ دفاع کرنے کی توفیق بخشی۔

عرسِ لاثانی و نقش لاثانی علی پور شریف

الحمد للہ حسب معمول اس مرتبہ بھی فخر الاولیاء مخدوم الاصفیاء حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہ اور ان کے نبیرہ اقدس شہنشاہ ولایت ناشر زہد و طریقت حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی قدس سرہ کے عظیم الشان عرس مبارک کی روحانی تقریبات اکتوبر کی یکم، دو کو منعقد ہو رہی ہیں۔ عرس لاثانی پاکستان میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے، علماء کرام اور مشائخ عظام کا جم غفیر، عظیم ثنا خوانان رسالت کا ہجوم کثیر ہوتا ہے لاکھوں کی تعداد میں زائرین کا ولولہ انگیز اجتماع، شریعت و طریقت کی تعلیمات و فیوضات سے مالا مال ہوتا ہے، لوگ آتے ہیں اور جام لاثانی سے مخمور ہو کر جاتے ہیں اولیاء کرام کے آستانوں پر بالعموم اور شاہ لاثانی و نقش لاثانی کے دربار پر بالخصوص اہل اسلام جو عقیدت و ارادت کے پھول نچھاور کرتے ہیں، دراصل یہ ''فاذکرونی اذکرکم'' کا عملی ظہور ہے۔ اُن پاکبازوں نے اللہ کریم کے ذکر میں اپنی زندگیاں مصروف رکھیں، اللہ کریم نے اُن کے ذکر کے پرچم لہرا دیئے۔ پیرانِ علی پور شریف کی تاریخ پڑھی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ خلوص و وفا، میں لاثانی ہیں، علم و ادب میں یکتا ہیں۔ زہد و فقر میں بلند مقام پر ہیں۔ اشاعت اسلام میں ان کا ایک لافانی کردار ہے، لوگ ان کی انہیں عظمتوں کو سلام پیش کرنے کے لئے آتے ہیں۔ عرس لاثانی کے منتظم اعلیٰ موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سید ظفر اقبال شاہ دامت برکاتہ بھی بہت با اخلاق اور روشن ضمیر انسان ہیں۔ صبر و تحمل میں اپنے اسلاف کرام کی تصویر ہیں۔ اُن کے والد گرامی حضور قبلہ عالم نقشۂ نقش لاثانی علم و عرفان کے گوہر آبدار تھے جنھوں نے اپنے وقت میں مسند لاثانی کی رونقوں کو آباد کیا، اب یہ اُن کے نقش قدم پر چل کر تشنہ لبوں کے کام آ رہے ہیں، خدا اُن کو عمر خضر عطا فرمائے۔ یقیناً خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فضل بھی تاجدارانِ لاثانی یعنی قیوم زمانی حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ، شہنشاہ ولایت حضور نقش لاثانی قدس سرہ اور عارف حقانی حضور نقشۂ نقش لاثانی قدس سرہ کے صدقے میں ہوا۔ واللہ ان تاجداروں نے ہمیشہ ہم ایسے بے سہاروں کو سہارا دیا اور ہم ایسے بیکسوں کو نوازا۔

کیا بات آپ کی ان تینوں کی، یہ تینوں نور کے پیکر ہیں
لاثانی، نقش لاثانی اور نقشۂ نقش لاثانی

یہ انہیں کی توجہ کی برکت تھی کہ 'الحقیقہ' کا اولین عددی تعارف ان کے سالانہ عرس منعقدہ یکم، ۲ راکتوبر ۲۰۰۰ء کو ہوا اور سارے کا سارا شمارہ نکل گیا۔ اب پھر عرس آ رہا ہے۔ دیکھئے باران رحمت کیا رنگ لاتے۔

ہاں یہ تینوں تاجدار لاثانی
ان کی نسبت لاثانی
ان کا آستانہ لاثانی
ان کا عرس لاثانی
اور ان کا کرم لاثانی
آمین

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

قسط نمبر 10

پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

محبوبانِ خدا کے کمالات وتصرفات ایک اور انداز سے بھی سمجھے جا سکتے ہیں، اور وہ ہے ان کی 'عبدیت' کا پہلو۔ یعنی اللہ والے اللہ کی بارگاہ میں خود کو 'عبد' کی حیثیت سے ہی پیش کرتے ہیں اور ہر وقت بندگی کے تصور میں ڈوبے رہتے ہیں۔ عبد کا معنی ہے غلام، غلام مالک کے سامنے کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا، اس کا اپنا کوئی ارادہ اور پروگرام نہیں ہوتا۔ جہاں مالک رکھے، اسے رہنا ہوتا ہے، جو کھلائے، اُسے کھانا اور جو پہنائے اُسے پہننا ہوتا ہے۔ اللہ کا بندہ اللہ کی رضا کا بندہ ہوتا ہے، مالک حقیقی کی رضا جوئی کے سوا اس کا کوئی مدعا نہیں ہوتا اور کسی چیز کو بھی وہ اپنی ملک نہیں سمجھتا۔ وہ سراپا خلوص، سراپا اطاعت اور سراپا عجز وتواضع ہوتا ہے۔ وہ خود کو اپنے اللہ کے حضور انتہائی انکسار و بیچارگی کے ساتھ پیش کرتا ہے اور جوں جوں اس کے انکسار و تواضع میں ترقی ہوتی جاتی ہے، وہ بندۂ محبوب بنتا جاتا ہے اور قرب کے اعلیٰ منازل پر فائز ہوتا جاتا ہے۔ وہ بارگاہ خداوندی میں جتنا 'پست' ہوتا ہے، اللہ اس کو اتنا ہی یعنی اسی حساب سے بلند کر دیتا ہے۔ عبادت اصل میں تکبر اور رعونت کی ضد ہوتی ہے۔ عبدیت گویا اسی عبادت وبیکسی وتواضع کا دائمی شعور ہے جو ہر وقت بندے کے فکر ونظر پر چھایا بلکہ رگ و ریشہ میں سمایا رہتا ہے۔ بندے کا احساس بندگی و بیچارگی مالک کے حضور اس کی مقبولیت اور محبوبیت کی بنیاد بنتا جاتا ہے۔ جوں جوں مقبول و محبوب ہوتا جاتا ہے، اس پر مالک کے انوار وتجلیات کی بارش ہوتی جاتی ہے اور وہ کمالاتِ قدرت کی جلوہ گاہ بنتا جاتا ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کا سارا فلسفۂ خودی اسی نکتے کے گرد گھومتا ہے۔ اسی تناظر میں اُنھوں نے بندۂ مومن کی قوت کے اسرار واشگاف کئے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

اس سارے مضمون کی بنیاد محبوبِ اعظم سلطانِ اُمم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مقدس ہے،

مَنْ تواضع للّٰہ رَفعہُ اللّٰہ (مشکوۃ، کتاب الآداب)

ترجمہ: جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرما دیتا ہے۔

یہ تواضع عبدیت ہی تو ہے۔ جو اس میں جتنا آگے ہے، اتنا ہی قرب میں آگے، اُتنا ہی کمالات وتصرفات میں آگے۔ اگر غور کیا جائے تو قرآنِ حکیم میں اس کے واضح اشارے ملتے ہیں مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام کے تذکار میں عبادُنا، عَبْدُہٗ وغیرہ تعارفی الفاظ آتے ہیں۔ ایسے الفاظ وتراکیب میں اُن کی عبدیت وتواضع کا ذکر فرما کر گویا ان کی عظمت اور رفعت کا فلسفہ بیان کیا جاتا ہے، وہ ہمارے (انبیاء علیہم السلام) بندے ہیں، ہمارے اطاعت گزار، ہمارے وفا شعار، ہماری توحید سے آراستہ، ہمارے قرب پر فائز، اُنھوں نے بندگی کا لبادہ اوڑھا، ہم نے ربوبیت کا جلوہ دکھایا۔ گویا جو کچھ وہ کر سکتے تھے، انھوں نے ہماری رضا کے لئے کیا اور جیسے ہمیں اپنے بندوں کو نوازنا ہوتا ہے، ہم نے نوازا۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے مقابلے میں ڈٹ جانا حتیٰ کہ آتش نمرود کی پروا بھی نہ کرنا ان کی شانِ بندگی ہے اور اس آگ کو گلزار بنا دینا اللہ کی شان ربوبیت کا جلوہ ہے۔ یہی حال دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات و کمالات کا ہے۔

قرآنِ پاک میں مفسرین کے نزدیک جہاں عَبْدُهٗ (یعنی اللہ کا بندہ) جیسی ترکیب وارد ہوئی ہے، جس شخصیت کے بارے میں ہو، ساتھ اس کا نام نامی بھی ظاہر کردیا گیا ہے مثلاً عَبْدُهٗ زَكَرِيَّا یعنی اس (اللہ) کا بندہ زکریا (علیہ السلام) مگر جہاں عبدہ کے بعد نام کی تصریح نہیں کی جاتی وہاں اس سے مراد حضور سرورِ انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ ستودہ صفات ہوتی ہے۔ گویا اللہ کا قرآن اس نکتے کی وضاحت فرمارہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا عبدیت ہیں اور آپ بندگی وتواضع میں بھی سب پیغمبروں سے بہت آگے ہیں۔ جب آپ سراپا عبدیت وعبادت ہیں تو سراپا قرب وسراپا وصل بھی ہیں۔ آپ ایسی روحِ عبدیت وعبادت اور ایسا کمال قرب ووصل ہیں کہ دنیا بھر میں جسے جہاں، جتنی عبدیت وعبادت کی توفیق اور زمانے بھر میں جسے جہاں، جتنا قرب ووصلِ خداوندی نصیب ہوتا ہے، آپ ہی کی برکت، توجہ اور رحمت سے ہوتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو آپ کے رحمۃ للعلمین ہونے میں یہ پہلو سب سے زیادہ اہم اور فیضبار ہے۔

آیئے اسی نقطۂ نظر سے اب آیۂ معراج پر غور کریں۔ فرمایا جارہا ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ ترجمہ پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

گویا معراجِ لامکانی کسے عطا ہوئی، اُسے جو عَبْدُهٗ ہے یعنی عبدیت تامہ کے مقام پر فائز ہے اور کیوں ہوئی، عبدیت کی بنا پر۔ جب عبدیت مکمل ہے تو معراج بھی، (قرب ووصل) بھی مکمل ہونا چاہئے تھا چنانچہ یہی کچھ ہوا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تواضع میں سب سے آگے ہیں تو رفعت میں بھی سب سے آگے ہونے چاہئیں۔

ہمارے ہاں علماء حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی معراج کا ذکر کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے، وہاں اُنھوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا 'رَبِّ اَرِنِيْٓ' (اے میرے رب تو مجھے اپنا آپ دکھا) جواب ملا لَنْ تَرٰىنِيْ (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) یقیناً ایسا ہی ہوا کیونکہ جس ذاتِ پاک نے لَنْ تَرٰىنِيْ فرمایا تھا، خود اسی نے یہ واقعہ قرآنِ پاک میں بیان فرمایا ہے۔ مگر اس کی وجہ کیا ہے، یہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی محبت وعشقِ خداوندی کی بیقراری کے باوجود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ بندگی پر فائز نہیں تھے۔ جو اس عبدیت میں کامل ترین تھا، کامل ترین معراج کا وہی مستحق ہوسکتا تھا اور جو عبدیت کے جس درجے پر تھا، اُسے اسی درجے کی معراج میسر آئی۔ کلیم وحبیب علیہما السلام کی عبدیتوں میں فرق دیکھنا ہو تو ان دو آیتوں پر غور فرمائیے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ
فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○

المائدہ ص ۲۵

ترجمہ: (موسیٰ نے) عرض کی کہ مجھے اختیار نہیں مگر اپنا
اور اپنے بھائی کا، تو تو ہم کو فاسقوں سے جدا رکھ

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ نے اپنی قوم کو جبارین سے مقابلہ کرنے کا ربانی حکم سنایا، قوم نے انکار کیا تو آپ نے اس آیت کے مطابق فرمایا 'اے رب کریم' میرے بس میں تو صرف اپنا آپ ہے یا میرا بھائی (ہارون علیہ السلام) ہے اور کسی پر میرا اختیار نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا، حق فرمایا اور اللہ سے جو عرض کی، درست کی۔ مگر آپ کی بندگی ابھی خود کو اور بھائی کو اپنے ملک میں ضرور سمجھتی ہے۔

اب آیئے دوسری آیت کی طرف

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاۗءَ
اللّٰهُ (یونس ۴۹)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی)
اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔

گویا اپنی جان بھی مکمل طور پر اللہ ہی کے سپرد ہے اور یہی نہیں اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے کسی بھی چھوٹے بڑے نفع یا نقصان کو اپنی ملک سے خارج کیا جارہا ہے۔ یہ ہے عبدیت تامہ، جو اور تو اور کسی پیغمبر علیہ السلام کو بھی عطا نہیں ہوئی۔ عقیدہ تو سب کا یہی ہے کہ ہر نفع ونقصان کا مالک اللہ ہی ہے مگر اسے کامل طور پر فکر ونظر میں جمالینا ہی اپنی عبدیت کا دائمی شعور واحساس ہے۔

پہلے لفظ 'قُلْ' پر بھی غور کیجئے یعنی اے محبوب تو کہہ یا کہا کر۔ گویا اللہ خود اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تربیت فرما رہا ہے اور اپنی بارگاہ کے آداب نیز عبدیت کے تقاضے سکھا رہا ہے۔ اب دیکھئے حدیثِ پاک

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ

ترجمہ: میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو خوب ادب سکھایا

یہی 'حسنِ تادیب' ہے جس کے نتیجے میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرمایا کرتے تھے

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ (بے شمار احادیث کا آغاز)

ترجمہ: اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔

سورۂ یونس کی جو آیت اوپر گزری ہے اس مضمون کی اور بھی آیات ہیں جن میں اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سکھائی ہے اور جن کے ذریعے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ سے یہ کامل ترین تواضع سیکھی ہے۔ اس قسم کی آیات یقیناً حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور یوں آپ کی بلندیٔ مقام کی مظہر ہیں مگر افسوس منافقین نے ان سے آپ کی بے اختیار، بے بسی اور بے چارگی کا مضمون ہی اخذ کیا ہے۔ کاش ایمان اور تقویٰ پر سے آراستہ ہو کر قرآنِ پاک پر غور کرتے اور پھر نقطے نقطے میں آپ کی عظمتِ شان کے جلوے دیکھ سکتے۔ بندہ کہے، میں کچھ نہیں، سب کچھ مرے مالک کا ہے، اور مالک فرمائے میں نے سب کچھ تجھے بخش دیا۔ کتنے مزے کی بات ہے۔ اللہ کا بندہ اپنی بندگی نیاز مندی کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کرے۔

لَآ اَمْلِکُ میں مالک نہیں

اور رب فرمائے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝

ترجمہ: بیشک ہم نے تجھے خیر کثیر کا مالک کر دیا

اسی طرح

دیکھئے اللہ کے ادب سکھانے کا ایک اور موقع

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکھف......۱۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ میں بشریت میں تم جیسا ہوں

قُلْ (تم فرماؤ) کا لفظ اللہ کے حسنِ تادیب کا مظہر ہے۔ اسی لئے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں تواضع سکھائی ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بارگاہ سے تواضع سیکھی اور اسے اپنایا، مگر رب نے اپنی طرف سے کیا فرمایا، سنیں

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ المائدہ......۱۵

ترجمہ: بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب

مختصر یہ کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور بندگی کا تقاضا تو ہے اپنی بشریت کا اظہار مگر رب کی ربوبیت کے اظہار کا سلیقہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا اعلان کر دیا جائے۔ جوں جوں بندگی و تواضع بڑھتی جائے گی، بندہ نوازی بھی بڑھتی جائے گی۔

پھر آیئے واقعہ معراج کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب سے اس کا دیدار مانگا اور نفی میں جواب ملا۔ مگر کسی آیت یا حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب سے دیدار کا سوال کیا ہو۔ ظاہر ہے موسیٰ علیہ السلام کو رب سے جتنی محبت ہے، اس سے کہیں زیادہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب سے پیار ہے۔ زیادہ پیار ہونے کے باوجود دیدار کا سوال نہ کرنا انتہائے ادب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انتہائے تواضع ہے۔ ہاں آپ نے دعا کی تو کیا کی

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَآءَ کَمَا ھِیَ

اے اللہ! ہمیں چیزیں دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔

دیدارِ رب کا سوال نہ کرنا حقیقتِ اشیاء دکھانے کی التجا کرنا دونوں میں آپ کا ادب وانکسار تھا تو اللہ کی محبوب نوازی دیکھئے بغیر سوال کئے دیدار سے نوازا اور وہ بھی اس طرح کہ کوئی حجاب نہ رہا پھر جب اپنے رب کو دیکھ لیا، تو کچھ بھی مخفی نہ رہا......شعر

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود (اعلیٰحضرت)

اور یہ دیکھنا کیسا تھا

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ○ (النجم۔۱۱)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا

یعنی آنکھوں نے دیکھا اور دل نے تصدیق کی (کہ ٹھیک ٹھیک دیکھا ہے)

؎ وہ جس نے منتہائے حسنِ معنیٰ اس طرح دیکھا
نگاہیں روبرو اور فاصلہ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

علماء فرماتے ہیں کہ اصل دیکھنا یہی ہے کہ دل آنکھ کی تصدیق کرے مثلاً صبح سورج کو آنکھ سونے کے چھوٹے سے طشت کی طرح دیکھ رہی ہے مگر دل کہتا ہے کہ آنکھ نے غلط دیکھا وہ تو ساری زمین سے بھی کئی گناہ زیادہ ہے۔ مگر آج کی شب کیا ہوا۔ آنکھ محوِ جمالِ یار رہی اور دل سر گرمِ تصدیق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و عشق کا تقاضا بھی یہی تھا کہ کسی اور طرف قلب وچشم متوجہ نہ ہوں۔ چنانچہ ایسی قوت دید بھی عطا ہو گئی کہ

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ○ (النجم۔۱۷)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی

نورالعرفان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ذات کو دیکھا، نہ آنکھ جھپکی نہ دل گھبرایا پھر یہ دیدار ایک بار نہیں ہوا، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار آتے جاتے رہے اور دیدار کرتے رہے

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ○

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ○ (النجم۔۱۲،۱۳)

ترجمہ: کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انھوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا

قصر دَنیٰ تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں، آتے یہ ہیں (اعلیٰحضرت)

یہ سارا سفر معراج بلکہ اعراج، یہ طویل ترین مسافت جو قلیل ترین مدت میں طے ہوئی، اگر عبدیتِ تامہ کی وجہ سے ہوئی تو لامکاں میں جو وحی خاص ہوئی وہ بھی اسی (عبدیت) کے حوالے سے مذکور ہوئی ہے

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی ○

ترجمہ: سو وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی

یہ دو تین لفظ پھر اس حقیقت کو وضاحت سے بیان کر رہے ہیں کہ یہ عبدیت اگر از حد خصوصی ہے تو یہاں جو وحی ہوئی، وہ بھی از حد خصوصی ہے، نہ عبدیتِ تامہ میں کوئی دوسرا اس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شریک ہے اور نہ اس وحی کے اسرار میں کسی اور کی شرکت گوارا ہے۔

غنچے مَا اَوْحٰی کے جو چٹکے دَنیٰ کے باغ میں
بلبلِ سدرہ تو ان کی بو سے بھی محرم نہیں!

موسیٰ علیہ السلام اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج میں جو فرق ہے، اس کا اظہار یوں بھی ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا اپنا جذبۂ دل تھا جو انھیں طور کی طرف لے جا رہا تھا مگر یہاں اَسْرٰی (اس نے سیر کرائی) کا لفظ بتا رہا ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرانے کا پروگرام خود رب نے بنایا۔ اوپر گزر چکا ہے عبد کا اپنا ارادہ اور پروگرام نہیں ہوتا۔ موسیٰ علیہ السلام کا خود جانا ارادے کی موجودگی کا پتہ دیتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا جانا آپ کی عزت افزائی کے علاوہ آپ کے ارادے کا اللہ کے ارادے میں فنا ہونے کی دلیل ہے۔

طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

بلکہ حدیث پاک کے مطابق جبریل علیہ السلام نے جس انداز میں ربانی دعوت کا پیغام سنایا، وہ تو بالکل ہی انوکھا ہے

یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ لَمُشْتَاقٌ اِلَی لِقَائِکَ۔ (اَوْ کَمَاقَال)

ترجمہ: اے محمد! بیشک تیرا رب تیری ملاقات کا مشتاق ہے۔

غرض 'عبدیت' اللہ کا ہو جانا ہے۔ اس میں توحید ہے، توکل ہے، تفویض ہے، عجز و تواضع ہے، رضا بالقضا ہے۔ (یعنی رب کے فیصلے پر راضی رہنا) صبر و قناعت ہے، شکر و امتنان ہے۔ لہٰذا یہی سبب اور وسیلہ روحانی ترقی، قربِ خداوندی اور وصلِ مولیٰ کا ہے۔ یہی عبدیت کمالات و تصرفات کی بنیاد ہے۔۔ اسی 'عبدیت' کے حصول کی ترغیب قرآن پاک نے دی، اسی جذبۂ عبدیت کا اصل تعارف اللہ کے انبیاء و رسل علیہم السلام

نے کرایا، اسی کی کما حقہ دعوت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، صوفیہ کی صحبت و بیعت اور محنت و ریاضت کا مقصود بھی اسی کی تربیت ہے۔ یہی عبدیت ہے جو انسان کے مقامِ خلافت کی بنیاد ہے، یعنی جس میں جتنی عبدیت ہوگی، اُتنا ہی اُسے اوجِ خلافت حاصل ہوگا۔

منکرینِ اولیاء نے محبوبانِ خدا کے تصرفات و کمالات کو شرک اس لئے سمجھا کہ ان کے نزدیک ان تصرفات و کمالات سے بندہ اللہ کے مقابلے میں آجاتا ہے۔ چونکہ وہ خود عبدیت کے نور سے محروم ہوتے ہیں اور اُن کے روئیں روئیں میں بغاوت و رعونت کی ظلمات نے ڈیرے ڈالے ہوتے ہیں اس لئے وہ اسلام کے روحانی نظام کو بالکل نہیں سمجھ سکتے اور قرآنی آیات و تعلیمات کے نور میں سفرِ حیات طے کرنے کے بجائے فکر و نظر کے تاریک ترین غاروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے مارتے مر جاتے ہیں۔

جن دوستوں نے اس مضمون یعنی توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات و تصرفات کی گزشتہ قسطوں کا مطالعہ کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ ہم نے بار بار ان کمالات کو کمالاتِ قدرت کا پرتو اور مظہر ثابت کیا ہے بلکہ ہمارے نزدیک یہ کمالات جہاں بندے کی روحانی عظمت کی دلیل ہوتے ہیں۔ وہاں خود رب قدیر و کریم قدرت و رحمت کے دلائل بھی ہیں۔ چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت پر جو اوپر درج ہو چکی ہے یعنی سُبْحٰنَ الَّذِیْ ... الخ۔ غور کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جہاں واقعہ معراج حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت تامہ کی دلیل ہے، وہیں یہ قدرتِ خداوندی کی وسعتوں کا ثبوت بھی پیش کرتی ہے۔ لفظ سُبْحٰنَ اُن تمام لوگوں کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر رہا ہے جن کے نزدیک معراج کا واقعہ ناممکن ہے۔ منکرین کو جھنجھوڑ رہا ہے کہ معراج پر لیجانے کا دعویٰ تو خود اللہ قادرِ مطلق کر رہا ہے۔ اب اس سے انکار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جا سکنے کا ہی انکار نہیں۔ اللہ کے لیجا سکنے کا انکار بھی ہے۔ اور اگر اللہ لیجا نہیں سکتا تو یہ عیب ہے اور اللہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ دوسرے لفظوں میں جو اللہ کی قدرتِ مطلقہ پر ایمان رکھتے ہیں، انھیں معراج کے بارے میں کوئی شک و تردد نہیں۔ شک و تردد میں وہ مبتلا ہوں جو اسے قادرِ مطلق نہیں مانتے۔ (دیکھئے تفصیل کیلئے معراج النبی از علامہ کاظمی علیہ الرحمہ)

سچی بات یہ ہے کہ 'سُبْحٰنَ' نے کئی عقدے کھول دیئے ہیں اور منکرین کی باغیانہ سوچ کے بارے میں ہمیں مطمئن کر کے رکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے کمالات کے منکر اصل میں ان کمالات کے منکر نہیں بلکہ انھیں کمالات دینے والے 'اللہ' کریم و قادر کے فیضان و کمال قدرت کے منکر ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ذرے ذرے کا علم عطا فرمایا ہے، منکرین کو انکار ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اُن کے نزدیک اللہ یہ علم دے ہی نہیں سکتا۔ ہم کہتے ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فضل سے حاضر و ناظر ہیں۔ منکروں کے نزدیک اللہ کے پاس اتنا فضل نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر بنا سکے۔ اگر یہ لوگ خدا کی قدرتوں پر سچے دل سے ایمان لے آئیں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ یہی حال کرامات کا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم قدس سرہ نے خداداد قوت سے ڈوبی ہوئی کشتی پار لگا دی۔ منکرین کو انکار ہے تو اس لئے کہ خدا یہ قوت کسی کو نہیں دیتا یا نہیں دے سکتا۔ لفظ سُبْحٰنَ ہماری طرف سے بھی انھیں جواب دے رہا ہے کہ اگر خدا یہ طاقتیں عطا فرمانے پر قادر نہیں تو یہ اس کی قدرت میں عیب کی بات ہے اور اللہ قادرِ مطلق سبوح و قدوس ہے یعنی ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

اولیاء اللہ کی صحبت و غلامی کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ بندہ اُن کی کرامات و تصرفات کے آئینوں میں اللہ کی قدرت و رحمت کے جلوے دیکھتا ہے اور یوں اس کا ایمان تازہ و مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے تصوف کا ایک فائدہ یہی بتایا ہے کہ ایمان بالغیب ترقی کر کے ایمان بالشہادت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے یا یوں سمجھئے علم الیقین عین الیقین اور کبھی حق الیقین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ تو اپنوں کا حال ہے، غیروں کو بھی اس سے یقیناً فائدہ پہنچتا ہے بشرطیکہ ان کی فطرت ابوجہلی و ابولہبی نہ ہو۔ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات دیکھ کر غیر مسلم حتیٰ کہ خدا کے وجود کے منکرین بھی مسلمان ہو جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے آنکھوں سے قدرتِ خداوندی کا جلوہ دیکھ کر سوائے ایمان و اسلام کے کوئی راستہ نظر ہی نہیں آتا۔

خدا کا شکر ہے ہمیں بھی صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سے نسبت غلامی حاصل ہے۔ آفتاب ولایت حضور شہنشاہ ہمدانی

قدس سرہ العزیز نے اپنے خداداد کمالات وتصرفات سے ہزاروں کا ایمان بچایا۔ بالیقین آپ حضور سرورکون ومکان علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی نسل پاک میں نہایت ممتاز مقام پر فائز تھے، ہاں ہاں وہی نسلِ پاک جس کے بارے میں اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ نے بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں عرض کی

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانا نور کا

آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے تقریباً چار سال بعد پیدا ہوئے اور انگریزی دور کے اختتام سے تقریباً آٹھ سال پہلے راہیٔ ملک بقا ہو گئے۔ وہ بزرگانِ دین جنھوں نے دورِ فرنگ کی تباہ کن ملحدانہ فکری یلغار سے قوم کو محفوظ رکھا، آپ اُن کے ہراول دستے میں تھے۔ آپ کی نظر کے پروردہ بظاہر غیر معروف لوگ بھی انوارِ شریعت کے پاسبان اور آداب طریقت کے محافظ تھے۔ حق یہ ہے کہ حضرت ملا جامی علیہ الرحمۃ نے یہ جو فرمایا ہے

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارا نند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

(یعنی نقشبندی بزرگ عجیب قسم کے قافلہ سالار ہوئے ہیں جو قافلے کو ایک مخصوص چھپے راستے سے حرم تک پہنچاتے ہیں)۔

اپنے دور میں آپ اس کی کامل ترین تصویر وتفسیر تھے۔ آپ کے تصرفات وکرامات کا کچھ تفصیل سے ذکر 'انوار لاثانی' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے بعد آپ کے نبیرۂ مقدس شہنشاہ ولایت اعلیحضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی قدس سرہ مسندِ آرائے دربار لاثانی ہوئے۔ آپ اپنے جدّ امجد کی تربیت کے شاہکار اور فیوض وبرکات کے قاسم تھے۔ آپ کی رحمت ورافت کی ایک چمکتی ہوئی دلیل یہ ہے کہ مجھ ایسے بیکس وگنہگار کو بھی مدتوں اپنے قدموں میں پناہ دی ور سالہا سال سفر و حضر میں اپنی مصیت کا شرف بخشا۔ اتباع سنت، ذوق وشوق، ذکر وفکر پھر تربیت لاثانی نے آپ کو جذبہ عبدیت سے سرشار کر کے سراپا کرامات بنا دیا تھا۔ چنانچہ رابطہ رکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کرامات کی بارش ہو رہی ہے۔ ایک ایک آن میں کئی طرف توجہ ہے اور ایک ایک توجہ میں بیسیوں گتھیاں سلجھائی جا رہی ہیں۔ وہ امور جو عام انسانی بس سے باہر نظر آتے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ انھیں کسی ماورائی طاقت سے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کا یہ کامل بندہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کامل وارث باتوں باتوں میں اُنھیں حل کر دیتا تھا۔ میں نے اپنی خوش نصیب آنکھوں سے بارہا ایسے مناظر دیکھنے کا اتفاق ہوا اور کسی حد تک تفصیل سے سیرت حضور نقش لاثانی (برکات وکرامات) میں بیان کر دیا ہے۔ یہاں صرف ایک دو واقعات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ فلسفہ وسائنس کے علت و معلول میں اُلجھے ہوئے لوگ بھی ایک بندۂ خدا پرست کی خداداد قوتوں کا جلوہ دیکھ سکیں۔

اپریشن کے بغیر علاج:

چودھری رفیق احمد صاحب ڈی۔ پی۔ ای کمرشل کالج شکرگڑھ حلفاً بیان کرتے ہیں:۔

'میرے چچا مقصود علی صاحب (ساکن ٹھیکریاں نزد نور کوٹ) سخت بیمار تھے۔ حکیموں اور پھر ڈاکٹروں کے علاج مرض بڑھتا گیا۔ چچا جان ڈاکٹر فاروق صاحب کے پاس سول ہسپتال شکرگڑھ آئے۔ اُنھوں نے ایکسرے دیکھ کر بتایا کہ "تمہارے دل کے پاس پھوڑا، اس کے لئے دو ماہ دوائی کھا کر اپریشن کرانا ہوگا۔ دو ماہ کے بعد پھر حاضر ہوئے تو ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ ایکسرے کھچوا کر دیکھا اور فرمایا 'مزید تین دن تک یہ دوائی کھاؤ اور پھر اپنے ساتھ گھر کے کسی فرد کو لیتے آنا تاکہ اپریشن کیا جائے۔ چچا جان گھبرا گئے اور سیدھے حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ساری داستانِ غم سن کر فرمایا 'کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کرائیں'۔ چچا جان نے عرض کیا 'حضور! اپنی سی کوشش کر چکا ہوں۔ ڈاکٹر کہتے ہیں۔ اپریشن ہوگا'۔ حضور نے فرمایا 'تو ٹھیک ہے۔ اللہ

بہتر کرے گا۔' چچا جان بولے، 'حضور ہم آپ کے غلام ہیں، اگر آپ نے نہ سنی تو ہماری کون سنے گا، ارشاد ہوا 'یہ کام تو بہر حال ڈاکٹروں کا ہی ہے۔' چچا اجازت لے کر حویلی سے حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ کے مزار شریف کے پاس حاضر ہو کر لیٹ گئے۔ظہر کی نماز مسجد میں پڑھ کر حضور نقش لاثانی قدس سرہ تشریف لائے تو چچا جان سے فرمایا 'تم گئے نہیں، ابھی یہاں ہو۔' چچا نے عرض کی 'حضور یہ حویلی نہیں، دربار ہے، اس پر ہمارا بھی حق ہے۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔' آپ فرمانے لگے 'اچھا تمہاری مرضی، نہ جاؤ۔' عصر کی نماز کے بعد پھر یہی تکرار ہوئی تو حضور نے جلال میں فرمایا 'بتا درد کہاں ہے؟ چچا جان نے عرض کیا، آپ سب کچھ جانتے ہیں۔'' اس پر آپ نے درد کے مقام اپنا عصا مبارک رکھا اور دو منٹ کے بعد فرمایا 'جاؤ! اللہ تعالیٰ نے حضور شاہ نقش لاثانی قدس سرہ کے صدقے میں تمہاری بیماری دور فرما دی ہے۔اب تمہارا اپریشن نہیں ہوگا'

تیسرے دن چچا جان حسب ہدایات ڈاکٹر فاروق صاحب کے پاس گئے تو اُنھوں نے کہا، ایکسرے لے کر آؤ۔' چچا جان نے ایکسرے پیش کیا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا 'بھئی اپنا ایکسرے لاؤ۔' چچا جان نے بتایا کہ یہ میرا ہی ہے مگر ڈاکٹر صاحب کو یقین نہ آیا تو اُنھوں نے چٹ لکھ کر دی کہ پھر ایکسرے لاؤ۔ ایکسرے پیش کیا گیا تو ڈاکٹر صاحب کو پھر یقین نہ آیا، تو اُنھوں نے خود اپنے سامنے ایکسرے کھنچوایا تو پھر بھی پھوڑ انظر نہ آیا۔حیرت زدہ رہ گئے۔بولے، جس دوائی سے ٹھیک ہوئے بتا دو، تا کہ میں کسی مریض کو فائدہ پہنچا سکوں۔وہ بار بار اصرار کرتے رہے اور چچا جان بار بار کہتے تھے کہ کوئی دوائی نہیں کھائی۔آخر وہ اپریشن تھیٹر میں لے گئے تو چچا جان نے سارا قصہ سنا دیا۔ ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے، 'پہلے تو میں یہی سمجھتا تھا کہ ان لوگوں نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے، ولی وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ آج مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی اللہ والے موجود ہیں اور اللہ نے انھیں بڑے کمالات عطا فرمائے ہیں۔ مجھے حضرت کا پتا لکھوا دو، میں خود جا کر زیارت کروں گا۔'

لیبیا میں دستگیری:

حاجی عبدالرزاق صاحب صدر بزم ڈسکہ کا بیان سنئے۔

''میں ۱۹۸۳ء میں لیبیا میں ملازم تھا۔ ایک دن کسی کام کے لئے بازار گیا تو کسی جیب تراش نے جیب سے ضروری کاغذات جنھیں 'پتا کا' کہتے ہیں نکال لئے۔ان کے بغیر باہر نکلنا سخت خطرات کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ لہٰذا بعض دوستوں نے تھانے میں رپورٹ درج کرانے کا مشورہ دیا۔ میں نے کہا انشاء اللہ کراؤں گا مگر رپورٹ درج کرانا آسان نہیں تھا۔ عشاء کی نماز بھی اسی پریشانی میں پڑھی۔نماز کے بعد دربار شہنشاہ لاثانی کی طرف منہ کر کے سو گیا۔خواب میں شہنشاہِ ولایت حضور نقش لاثانی قدس سرہ تشریف لائے اور فرمایا

''اینویں ای پریشان نئیں ہو جائی دا۔اللہ خیر کرے گا۔''

یعنی یونہی پریشان نہیں ہو جاتے، اللہ خیر کرے گا۔

صبح کام پر گیا تو دوستوں نے پھر زور دیا کہ رپٹ درج ہونی چاہیے۔ میں نے کہا 'جہاں درج کرانی تھی، کرا دی ہے۔ دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ڈائریکٹر فیکٹری نے مجھے دفتر میں بلا لیا۔ مدیر

(ڈائریکٹر) صاحب نے پوچھا۔ 'کیا تمہارے کاغذات گم ہو گئے ہیں'؟ میں نے اقرار کیا۔ اُنھوں نے اپنی گاڑی اور اپنا ڈرائیور دے کر کہا جاؤ، فلاں جگہ فلاں آدمی سے لے آؤ۔' ہم وہاں آدھ گھنٹے میں پہنچے مگر شناسائی نہ ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اگلی صبح پھر مدیر صاحب نے بلا کر فرمایا 'حیرت ہے لوگ اپنے گمشدہ کاغذات کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں، ایک تم ہو کہ ملے ہوئے کاغذ بھی وصول نہیں کرتے۔ خیر پھر اُنھوں نے گاڑی سمیت ڈرائیور دیا اور کاغذات جس کے پاس تھے اُسے فون کر دیا کہ فلاں نمبر کی گاڑی ہے، خود روک لینا۔ چنانچہ اُس نے خود روکی اور مجھ سے بار بار معافی مانگی۔ میں نے معاف کر دیا تو بولا 'رات کو عصا ہاتھ میں لئے ایک سفید ریش بزرگ تشریف لائے اور دیر تک مجھے مارتے رہے کہ تم نے ہمارے آدمی کو کیوں ستایا ہے۔ کاغذات اُسے واپس دو۔ لہٰذا کاغذات بھی لو اور کچھ رقم بھی قبول کر لو۔ بہر حال مجھے معاف کر دو۔'

جھولی ہی میری تنگ ہے:

یہی حاجی صاحب راوی ہیں:۔

'میں لیبیا ہی میں تھا کہ ایک شخص نے اپنے پیر صاحب کی عنایات کا ذکر شروع کر دیا۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ہمارے حضرت کی تو ہم پر ایسی عنایات نہیں۔ بعد میں اس شیطانی خیال سے توبہ بھی کر لی۔ رات کو سویا تو حضور نقش لاثانی قدس سرہ خواب میں تشریف لے آئے۔ جہاں اب آپ کا مزار شریف ہے، وہاں توت کا بوٹا ہوا کرتا تھا۔ یہاں آپ کے دودھ کے بہت سے مٹکے ہیں اور سامنے دودھ پینے والوں کی لمبی لمبی قطاریں ہیں۔ ایک قطار میں میں بھی کھڑا تھا۔ غالباً آپ کے خلفائے کرام بھی موجود ہیں۔ پینے والوں کو آپ پلاتے رہتے، جب وہ خود کہتے 'حضور بس تو آپ بس کرتے۔ میری باری آئی تو فرمایا 'پیو'۔ میں نے پی لیا تو فرمایا 'اور پیو۔' اور پیا جب خوب سیر ہو گیا تو فرمایا 'ہم تو دیتے ہیں' کسی سے ہاتھ نہیں روکتے، لوگ خود ہی نہیں لیتے اور تھک جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں تو کوئی کمی نہیں۔''

تیرے کرم سے اے کریم، کونسی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے، تیرے یہاں کمی نہیں

پھر حضور نقشۂ نقش لاثانی اعلیحضرت پیر سید عابد حسین شاہ صاحب قدس سرہ جو حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے فرزند اکبر تھے کا دور آیا۔ آپ نے اپنے آباواجداد کی رسم بندہ پروری ہی کو نہیں نبھایا بلکہ عبادت و ریاضت میں بھی اُن کی روش پر قائم رہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے انوار و تجلیات ہی قلوب و ضمائر کو منور فرما رہے ہیں۔ کرامات و تصرفات کا اندازہ بھی تقریباً وہی تھا۔ لاعلاج مریضوں کو دعا و توجہ سے صحتیاب کرتے رہے اور بیکس و کسمپرس افراد کی چارہ سازی کرتے رہے۔ ایک دفعہ سالانہ عرس شریف کی پہلی رات کو جب اجلاس رات کے بارہ بجے ختم ہوا تو میرے پیٹ میں ہلکا سا درد شروع ہو گیا۔ اس وقت دوا کی صورت بھی کوئی نہیں تھی۔ عرس پر آئے ہوئے ڈاکٹر اور حکیم بھی نایاب تھے۔ میں ایک کھلے کمرے میں لیٹ گیا تو حضور نقشۂ نقش لاثانی چارپائی کے پاس سے ہو کر گزر گئے اور درد جاتا رہا۔

ایم۔آر۔روحانی دل کے مریض تھے۔ صبح ناشتے سے پہلے ان کی دوائیاں پورے دسترخوان کو ڈھانپ لیتی تھیں۔ ایک روز انھوں نے یونہی دسترخوان بچھا رکھا تھا کہ آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے ایک ایک دوائی باہر پھینک دی اور فرمایا 'روحانی اگر تو اس بیماری میں مر گیا تو قیامت کے دن پکڑ لینا۔ چنانچہ پھر کوئی دوائی رہی نہ پرہیز۔ اور روحانی ہمیشہ کے لئے تندرست ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

درسِ قرآن

معراجِ مصطفیٰ

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

اللہ کریم جل شانہٗ کا ارشادِ مبین ہے

☆ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندۂ خاص کو رات کے قلیل حصے میں مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد و نواح میں ہم نے برکت رکھی تا کہ ہم دکھائیں اُسے اپنی نشانیاں، بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ا)

☆ اُنہیں سکھایا زبردست قوت والے نے، بڑے دانا نے پھر اُس نے بلندیوں کا ارادہ کیا، اور وہ بلند ترین کنارے پر تھا، پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا، پس دو کمانوں کے برابر یا اور قریب، پس اُس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی، جو (آنکھ نے) دیکھا اُسے دل نے نہ جھٹلایا، کیا تم اُس سے اِس پر لڑتے ہو اُس نے جو دیکھا، اور بے شک اُس نے تو اُسے دوبارہ دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اُس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، نہ درماندہ ہوئی وہ آنکھ اور نہ حد سے بڑھی، بے شک اس نے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا، (سورۃ النجم)

اشارات

☆ اِن آیاتِ قدسیہ میں اللہ کریم نے اپنے محبوب روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر و معراج کا ذکر فرمایا۔

☆ سفرِ معراج کے ذکر کا آغاز اللہ تعالیٰ کی شانِ سبحان سے ہوا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہٗ نے حضور پرنور سے سبحان کے بارے میں پوچھا، حضور پر نور نے فرمایا تَنْزِيْهُ اللّٰهِ عَنْ كُلِّ سُوْءٍ یعنی ہر عیب و نقص سے قطعی پاک ہونا، (روح المعانی)

☆ یعنی معراجِ رسول کے عجائب و غرائب پر حیران ہو کر انکار نہ کر دینا، جس نے معراج کرائی ہے وہ رب سبحان ہے، ہر مجبوری و معذوری سے منزہ ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اور جس نے معراج کی ہے وہ محبوب ذیشان ہے جو استعداد کے نقطۂ کمال پر فائز المرام ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ہیں، عبد اور عبدہٗ میں فرق ہے، عبد سراپا انتظار ہے اور عبدہٗ منتظر ہے۔ یہ حدیث اِنَّ اللّٰهَ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ جبریل امین نے عرض کیا اے محبوب، اللہ آپ سے ملاقات کا مشتاق ہے۔

☆ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت، اُن کی نُورانیت کے منافی نہیں، فرشتے نور ہیں، قرآن پاک میں اُن کو عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ کہا گیا ہے، بعض کم نظر لفظ "عبدہٗ" سے اُس سراپا نور کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ فرشتوں کی نورانیت کا بھی انکار کر دیں۔

☆ لفظِ عبد کا اطلاق رُوح اور جسم کے مجموعہ پر ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی معراج ہی نہیں جسمانی معراج بھی حاصل کی ہے۔

☆ سفرِ معراج رات کے قلیل حصے میں ہوا جو سرعتِ رفتار پر دلالت کرتا ہے، اتنے کم وقت میں زمان و مکان کی حدود سے ماوراء جانا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اعجاز ہے ورنہ آئن سٹائن کے مطابق تو تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرنے والی روشنی دائرۂ کائنات کے قطر کی مسافت تین ہزار ملین نوری سالوں میں طے کر سکتی ہے۔ مگر اِدھر تو یہ حال ہے ۔

قصرِ دنیٰ تک کس کی رسائی ہے..... جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

☆ مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیرِ محبوب ہے، مسجد اقصیٰ سے مقامِ اوادنیٰ تک معراجِ محبوب ہے۔

☆ چشمِ محبوب نے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نشانیوں کو دیکھا، بھلا اور غیب کسے کہتے ہیں، غیب دکھانے والا دکھا رہا ہے، دیکھنے والا دیکھ رہا ہے، شیطان جل رہا ہے۔ یاد رہے کہ مِنْ اٰيٰتِنَا میں مِنْ تبعیضیہ نہیں، تفسیر یہ ہے۔

☆ مسجدِ اقصیٰ کے گردو نواح میں برکات و تجلیات ہیں۔ مفسرینِ کرام کے مطابق وہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔ اور وہی برکات و تجلیات کے سرچشمے ہیں۔

☆ سمیع وبصیر، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سماعت و بصارت کے مظہرِ اکمل ہیں، کوئی اِسے شرک نہ سمجھ لے، قرآنِ پاک نے تو انسان کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُ سَمِیْعاً وَّ بَصِیْراً، ہم نے اُسے سمیع وبصیر بنایا ہے۔

☆ سورۃ النجم کی آیاتِ قدسیہ میں معراجِ محبوب کا ذکر ہے۔

☆ یہاں بھی پہلے اللہ تعالیٰ کی قوت وقدرت کا ذکر ہے۔ یعنی جو یہ مقامات عطا فرما رہا ہے، وہ شدید القویٰ ہے، ذُومرۃ ہے، افق در اُفق اُسی کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔

☆ محبوب کے قربِ خاص کا ذکر ہے۔ وہ دو کمانوں کے برابر قریب ہوئے، اُس سے بھی زیادہ قریب، کتنا قریب آگے الفاظ معذور ہیں، ادراک مبہوط ہے، معانی مفلوج ہیں۔ کوئی کیا بیان کرے۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مطابق قوسین سے مراد ایک قوسِ امکان ہے اور ایک قوسِ وجوب ہے، حضور ممکن ہیں لیکن امکان کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں کہ اس کے آگے وُجوب ہے، بس بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ قوسین کی تلمیح سے مُراد یہ بھی ہے کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا کا عین ہے، ایک کی ناراضی دوسرے کی ناراضی کی عین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا، محبوب والا نے کیا سنا، اللہ تعالیٰ جانے یا محبوبِ والا جانے،

☆ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا دیدار کیا، عموماً ہوتا یہ ہے کہ اِنسان کی آنکھ دیکھتی ہے، دِل تصدیق نہیں کرتا، آنکھ کہتی ہے چاند پانی کے اندر اُتر آیا ہے، دِل کہتا ہے، بالکل جھوٹ، وہ کیسے اُتر سکتا ہے، مگر یہاں یہ معاملہ نہیں۔ حضور رب کا جلوہ دیکھ رہے ہیں اور قلبِ مُنیر گواہی دے رہا ہے کہ واقعی دیکھ رہے ہیں۔

☆ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر و معراج کا عظیم الشان سفر عالمِ بیداری میں ہوا، خواب کا کہیں ذکر نہیں، اگر حضور خواب کا ذکر فرماتے تو کفارِ مکہ کو حیران و پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ سب اِس لئے نقشِ حیرت بلکہ پیکرِ انکار بنے ہوئے تھے کہ ان کے نزدیک عالم بیداری میں ایک جسم محسوس کا اِتنے تھوڑے عرصے میں زمان ومکان کی سرحدوں سے نکلنا اور واپس آنا امرِ محال تھا۔ لیکن اہلِ ایمان کے نزدیک امرِ کمال تھا۔

☆ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ ہے، هِیَ رُؤیَا عَیْنٍ اُرِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلّم یعنی رویا کا معنی عالمِ بیداری میں آنکھوں سے دیکھنا ہے (ضیاء النبی جلد۲ ص۴۹۱) اُن کا فرمان ہے، ''میرا ایمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بیداری اور جسم کے ساتھ تھا۔ یہی اعتقاد اکثر ائمہ محدثین اور فقہائے تابعین وصحابہ کا ہے (رحمۃ للعالمین جلد۳ ص۱۳۸)

''سلف صالحین اور اُمتِ مسلمہ کی غالب اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اسراء جسم مبارک کے ساتھ بیداری کی حالت میں ہوا اور یہی قول حق ہے، اور حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت عمر، حضرت ابوہریرہ، مالک بن صعصعہ، اُبی حبہ بدری، حضرت عبداللہ بن مسعود (صحابہ کرام) اور حضرت ضحاک، سعید ابن جبیر، قتادہ ابن المسیب، ابن شہاب، ابن زید، حسن، ابراہیم، مفروق، مجاہد، عکرمہ اور ابن جریج (تابعین عظام) امام طبری، امام احمد بن حنبل، اور مسلمانوں کی ایک عظیم جماعت کا یہی قول ہے، متاخرین میں سے اکثر فقہا، محدثین، متکلمین اور مفسرین علیہم الرضوان والرحمۃ کا یہی عقیدہ ہے۔ (الشفاء جلد۱ ص۲۴۲) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں ''وکل ذالک بجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ یہ سب سفر جسم کے ساتھ بیداری کے عالم میں ہوا'' (حجۃ اللہ البالغہ ص۳۸۷)

☆ غیر مقلدین کے متفقہ اور نہایت ''صاحب کرامت بزرگ'' مولانا محمد سلمان منصور پوری لکھتے ہیں

''واضح ہو کہ عروج جسدی کا انکار آج کل کے فلسفہ خشک کی بنیاد پر فضول ہے کیونکہ جس قادرِ مطلق نے اجرام سماویہ کے بھاری بھرکم اجسام کو خلا میں مقام رکھا ہے، وہ جسم انسانی کے صغیر جرم کو خلا میں لے جانے کی بھی قدرت رکھتا ہے، آج کل نائٹروجن کی طاقت سے ہوائی جہاز اور جہازوں کے زور آدمی اُڑ رہے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کریم کو بسواری براق (جو برق سے مشتق اور الیکٹرسٹی کی طاقت مخفیہ کی جانب اشارہ کن ہے) ملکوت السموات کی سیر کرانا کچھ بھی مستبعد نہیں، میرا اعتقاد یہ ہے کہ معراج جسم کے ساتھ اور بحالت بیداری تھی'' (رحمۃ للعالمین جلد۱ ص۶۵)

☆ غیر مقلدین کے مشکلشا علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی فرمایا ہے ''علمائے جمور کا قول ہے کہ اسرا بدن روح کیساتھ تھا (ایضاً بحوالہ زاد المعاد ص۳۰۰)

درسِ حدیث

دِیدارِ کبریا

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھَلْ رَأَیْتَ رَبَّکَ، میں نے اللہ کے رسول سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، حضور نے فرمایا نُوْرٌ اَنّیٰ اَرَاہُ، (وہ) نور ہے، میں نے اُسے دیکھا (صحیح مسلم شریف)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ میں نے حضور سے پوچھا (کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا) آپ نے فرمایا رَأَیْتُ نُوْرًا، میں نے نُور دیکھا۔ (ایضاً)

اشارات

☆ صحیح مسلم شریف کی اِن روایات میں یہ وضاحت و صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیدارِ کبریا سے مشرف ہوئے۔

☆ بعض حضرات سورۃ النجم کی آیاتِ کریمہ سے مراد یہ لیتے ہیں کہ حضور نے جبریل علیہ السلام کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھا حالانکہ معراج کی صحیح احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر ان آیات کریمہ کا مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیدارِ جبریل نہیں، دیدارِ جلیل تھا۔

☆ مسلم شریف کی صحیح حدیث کے اِن کلمات پر غور کیا جائے، ذَھَبَ بِیْ اِلَی السِّدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی،

☆ مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا...... فَاَوْحیٰ اِلَیَّ مَا اَوْحیٰ فَفَرَضَ عَلَیَّ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ، پھر اُس نے جو مجھے وحی کی سو کی، پس مجھ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں......... (موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر) فَرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ میں اپنے رب کی طرف لوٹا....... قَدْ رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ مِنْہُ

یاد رہے کہ فَاَوْحیٰ اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ، قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے بعد وارد ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ قرب خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ تھا، جبریل امین کے ساتھ نہیں، اس قرب کے بعد خاص وحی بھی خدا تعالیٰ نے فرمائی، پچاس نمازیں بھی خدا تعالیٰ نے فرض فرمائیں، بار بار لوٹے بھی رب کی طرف، اور پھر رب سے حیا محسوس کرنا وغیرہ، نجانے حدیث پاک کی اس تصریح کے ہوتے ہوئے لوگوں نے آیاتِ کریمہ کی تشریح اپنے قیاس سے کیوں کی ہے، قرآن پاک کی بہترین تفسیر تو خود قرآنِ پاک ہے یا فرمانِ شہ لولاک ہے۔

☆ اللہ کریم کی ذات، نور ہے، اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، اور اُس نورِ مطلق کے جلووں کو چشمِ مصطفیٰ نے دیکھا ہے، اور کمال دیکھا ہے۔

☆ یاد رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور بعض صحابہ سے یہ مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی خیال ہے کہ حضور نے سبز رفرف کو دیکھا یا حضرت جبریل کو دیکھا۔ لیکن حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کی غالب اکثریت اور تابعین عظام کی غالب اکثریت اور اُمت مسلمہ کے جلیل القدر اماموں، فقیہوں، صوفیوں اور متکلموں کی غالب اکثریت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو عین بیداری میں دیکھا۔

☆ حضرت ابن عباس کا فرمان ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ قَسَمَ رُؤْیَتَہٗ وَ کَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ مُوْسیٰ، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو محمد مصطفیٰ اور حضرتِ موسیٰ کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ ایسی روایت امام نسائی نے بھی صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمائی ہے۔

☆ انہی سے ہے، مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی، وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰہُ بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ، (مسلم شریف) یعنی حضور نے اپنے دل سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نفی دیدار کی دلیل لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی آیت سے نفی دیدار کا استدلال پیش کیا ہے) کا جواب دیا ہے کہ جب وہ اپنے اس نُور سے جو اُس کا نور ہے، تجلّی فرمائے، وَقَدْ رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ، اور حضور نے تو اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے، (جامع ترمذی شریف)

☆ کعب احبار، امام زہری اور معمر جیسے تابعین بھی اسی عقیدے پر قائم تھے، امام حسن بصری تو حلفاً کہتے تھے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار فرمایا، (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۹ ص ۱۹۸)

☆ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے حضرت امام مروزی نے پوچھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کا کیا جواب دیا جائے گا، آپ نے فرمایا کہ اُن کے قول کا جواب حضور کے قول رَأَيْتُ رَبِّي میں نے اپنے رب کو دیکھا، کے ساتھ دیا جائے گا، قَوْلُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْبَرُ مِن قَوْلِهَا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اُن کے قول سے بڑا ہے، (فتح الباری جلد ۸ ص ۴۹۴)

☆ امام نووی شارح مسلم نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت ابن مسعود نے اپنے موقف کی تائید میں کوئی مرفوع حدیث بیان نہیں کی، یہ موقف اُن کا اجتہاد ہے، اکثر علماء کرام کے نزدیک یہی راجح ہے کہ حضور نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار فرمایا۔ (ملخصا)
(ضیاء النبی جلد ۲ ص ۵۳۶)

☆ ترمذی شریف کی صحیح اور حضرت امام بخاری کی مصدقہ حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا، اُس نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی میں نے ہر چیز کو جان لیا (مشکوٰۃ) ایک روایت ہے فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ، میرے لئے ہر روشن ہوگئی، یا میں نے ہر چیز کو پہچان لیا، اس حدیث کے ہوتے ہوئے اس عقیدے کی حقانیت میں کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی، امام اسماعیل حقی فرماتے ہیں، یہ محال ہے کہ حبیب، حبیب کو بلائے اس کی ضیافت کرے اور خود چھپ جائے، (روح البیان جلد ۱ ص ۵۴) حضرت شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی فرمایا کہ عجب ہے کہ اتنی دور بلا کر بھی دیدار سے مشرف نہ کیا جائے، (مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۱۷۳)

☆ باقی رہا حضرت عائشہ صدیقہ کا قول تو عرض ہے کہ یہ اُن کا اجتہاد ہے، نیز ہر فردِ صحابہ کا ہر حدیث سے واقف ہونا ضروری نہیں، ہو سکتا ہے اُن کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو، جس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثتِ انبیاء والی حدیث نہ پہنچی تھی اور انہوں نے حضرتِ خلیفہ بلافصل رضی اللہ عنہ سے باغِ فدک کا مطالبہ فرمایا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان مل گیا تو اُس کو ترجیح دی گئی، اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔

☆ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرتِ موسیٰ نے رب کریم کے جلوے کی ایک جھلک دیکھی تو بے ہوش ہونے کے باوجود اُن کی نظر اتنی دور بین تھی کہ تیس میل کے فاصلے سے چیونٹی کو دیکھ سکتے تھے، اب ذرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کا اندازہ کیجیے جنھوں نے لامکاں پر عینِ ذات کو دیکھا اور عالم ہوش میں دیکھا، اور جتنا جی چاہا دیکھا، ۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری و می تبسّمی

☆ حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا قولِ فیصل ہے
''حاصل کلام یہ کہ دنیا میں رویت کا واقعہ ہونا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے مخصوص ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۱۳۵)

☆ پھر ان ''اہل حدیث'' کو تو حدیث رسول سے کام ہونا چاہیے، کیا کوئی ایسی مرفوع حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا ہو کہ ''میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا''، حضور تو واضح فرما رہے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا اور دستِ قدرت کے فیض سے ہر چیز کو دیکھا، ۔

اور کیا غیب بھلا تم پہ نہاں ہو شہا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆ قاضی سلمان منصورپوری لکھتے ہیں
''سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب آنکھیں بھر کر ان انوار کو دیکھ رہے ہیں، مشتاق آنکھ نہ جھپکتی ہے نہ اِدھر اُدھر تاکتی ہے، قوتِ ربانیہ متوجہ نمائش ہے اور بصارتِ محمدیہ کمالِ قوتِ نظارہ کے ساتھ وقفِ دید، (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۱۳۶)

☆ مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی بھی رقمطراز ہیں
''حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس کرم و تفضل اور نوال و افضال سے نوازا، پس حضور نے رب کو دیکھا جیسا کہ امام احمد نے فرمایا جیسے دوست اپنے دوست کو دیکھتا ہے، (فیض الباری)

☆ حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا،

گرچہ عینِ ذات را بے پردہ دید رب زدنی از زبانِ او چکید

شب برأت
رحمت اور مغفرت کی رات

شب برأت کے فضائل و احکام پر مشتمل یہ انتہائی جامع تحریر دراصل مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی مدظلہ کی ایک تقریر ہے۔ جسے Paramaribo Suriname ریڈیو سرینام (جنوبی امریکہ) نے 17 جون 1981ء کو شب برأت کے موقع پر نشر کیا تھا۔ چونکہ یہ تقریر اتنی جامع و مانع ہے کہ شب برأت سے متعلقہ تقریباً تمام احادیث مبارکہ کا خلاصہ اور نچوڑ کی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے ادارہ ماہنامہ اہل سنت نے شب برأت کی حسین مناسبت سے اس تقریر کو تحریری صورت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِهِمَا. اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ!

عزیز القدر مسلمان بھائیو اور بہنو!!!

سب سے پہلے ہماری طرف سے اور ہماری سنی تبلیغ کمیٹی، سرنیامیز مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے شب برأت کی آمد پر مبارک باد کا پیغام قبول کیجئے۔ تہہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو اس برکتوں اور رحمتوں بھر رات کی برکتوں اور رحمتوں سے کامل حصہ عطا فرمائے۔ آمین

پیارے مسلم بھائیو! اور بہنو! آج ہم آپ کو اسی رات کی اہمیت اور فضائل و مسائل بتانے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ تو آج ہم آپ کو بتائیں گے کہ شب برأت کسے کہتے ہیں؟ اس کے اور نام کیا کیا ہیں؟ اور ان ناموں کے رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ اس رات میں خدا کی رحمت اور قدرت و حکمت سے کیا کیا شاندار کام انجام پاتے ہیں؟ شب برأت میں مسلمانوں کے فائدے کی خاص بات کیا ہوتی ہے؟ شب برأت کی برکتوں سے کون کون شخص محروم اور نامراد رہتا ہے؟ اور شب برأت میں مسلمانوں کو کیا کیا کرنا چاہیے؟ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ.

تو میرے عزیز بھائیو! اور بہنو! اسلامی ہجری چاند کے سال کے آٹھویں مہینے یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو شب برأت کہتے ہیں۔ آج کی رات یہی رات ہے۔ شب کہتے ہیں رات کو اور برأت کے معنی ہے آزادی یا نجات۔ تو شب برأت کے معنی یہ ہوئے: ''آزادی اور نجات پانے کی رات'' چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے شمار گنہ گار مسلمانوں کو ان کے گناہوں کی سزا و عذاب الٰہی سے آزادی اور نجات مل جاتی ہے، اس لئے اس رات کو شب برأت یعنی آزادی اور نجات پانے کی رات کہتے ہیں۔ اس رات کا یہ نام اگرچہ قرآن و حدیث میں کہیں نہیں پایا گیا ہے، تاہم حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ اس رات میں کثرت سے گنہ گار مسلمانوں کو عذاب الٰہی سے آزادی و نجات ملتی ہے۔ اسی مناسبت سے بعض پرانے بزرگوں نے اس رات کو شب برأت یعنی گنہگاروں کو عذاب الٰہی سے آزادی و نجات ملنے کی رات کہہ کر ذکر کیا، پھر رفتہ رفتہ یہ نام لوگوں میں اتنا مشہور ہوا کہ عرب و عجم میں ہر جگہ کے مسلمان اسی رات کو اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ عرب والے ''لَيْلَةُ الْبَرَاءَة'' اور غیر عرب شب برأت کہتے ہیں۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

اس رات کا ایک اور نام لیلہ مبارکہ، یا مبارک رات، یا شب مبارک بھی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں: ''برکتوں والی رات۔'' چونکہ اس رات میں اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں عبادت الٰہی میں مشغول ہونے والوں کو ملتی ہیں، جو سال بھر کی عام راتوں میں نہیں ملتیں۔ اس لئے اس رات کو لیلہ مبارکہ کہتے ہیں یعنی برکتوں والی رات۔ اس رات کا یہ نام صحابی رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مشہور شاگرد حضرت عکرمہ نے قرآن مجید کی سورۂ حم الدخان کی تیسری آیت سے لیا ہے۔

اس کے علاوہ عام حدیثوں میں ''لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَان'' کے الفاظ سے اس رات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں: شعبان مہینے کی پندرہویں رات۔

اللہ کی رحمت وحکمت سے اس رات میں جو عظیم الشان باتیں واقع ہوتی ہیں، اب ہم ان میں سے چند اہم باتیں آپ کو بتاتے ہیں:

-----------(1)-----------

پہلا اہم واقعہ اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس پورے سے لے کر اگلے سال کی شب برأت آنے تک پورے سال میں دنیا میں جو اہم کام ہونگے، مثلاً کسی کا مرنا، یا پیدا ہونا، بیمار ہونا، یا تندرستی، دولتمند یا غریب ہونا، کسی کو عزت ملنا، یا کسی کی عزت کا ذلت میں بدل جانا، کسی کو کتنا رزق ملنا ہے اور کسی کو کتنا؟ کسی کا سفر پہ جانا اور خیریت سے لوٹنا، یا سفر ہی میں مر جانا، حکومتوں کو بدلنا وغیرہ۔ تمام اہم تبدیلیاں جو سال بھر میں دنیا کے اندر ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان کی لسٹیں بنا کر اپنے فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے، جن فرشتوں کی ان کاموں پر اللہ کی طرف سے ڈیوٹیاں مقرر ہیں۔

پھر یہ فرشتے اللہ کے حکم سے سال بھر تک ان ہی لسٹوں کے مطابق جہان کا کاروبار چلاتے اور اللہ کے بتائے ہوئے احکام اور تبدیلیاں جہان میں رونما کرتی ہیں۔ آپ ذرا بھی خیال فرمائیں تو آپ سمجھ لیں گے کہ فرشتوں کی سال بھر کی ڈیوٹیاں مقرر ہونے کی رات ہونے کی وجہ سے یہ رات کس قدر اہم رات ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں اگر ہمارے زندہ رکھنے کا فرشتوں کو حکم دے تو اللہ ہماری یہ زندگی عزت و برکت، راحت اور اطاعت خوشی اور مسرت کی زندگی بنادے اور اگر ہماری موت اس سال میں مقدر ہے تو ہمیں ایمان خالص یقین کامل اور عمل صالح کا زیادہ سے زیادہ توشۂ آخرت ساتھ لے کر اس دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق بخشے اور ہمیں سعادت دارین سے ہمکنار فرمائے۔ آمین ثم آمین!

-----------(2)-----------

دوسرا اہم واقعہ اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس رات سورج ڈوبتے ہی اللہ کی رحمت کا دریا جوش میں آجاتا ہے اور وہ پہلے آسمان سے دنیا والوں کی طرف اپنی خاص رحمت کی تجلی فرماتا ہے اور اپنے مانگنے والے حاجتمندوں اور مصیبت زدوں اور پریشان حالوں کو پکار پکار کر بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا تو میں اسے بخش دوں؟ ہے کوئی روزی طلب کرنے والا تو اسے روزی دوں؟ ہے کوئی مشکل میں پھنسا ہوا یا مصیبت میں مبتلا کہ اُسے آرام و عافیت دے دوں؟ اور اسی طرح مختلف حاجتمندوں کے نام لے کر پکارتا ہے کہ ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا فجر طلوع ہونے تک خدا کی یہ تجلی رحمت، رحمت کا آواز دیتی ہی رہتی ہے۔ بس اب تو کوئی مانگنے والا ہونا چاہیے جو اپنی حاجت اللہ سے مانگ کر اپنے دل کے ارمان پورے کرے اور دل کی حسرتیں نکال لے۔ سبحان اللہ! کیسا ہی راحت و رحمت فزا موقع ہے گنہگاروں، مصیبت زدوں، لاچاروں اور حاجتمندوں، زیاں کاروں کے لئے کہ اللہ کی رحمت آگے بڑھ کر پکار رہی ہے کہ جو مانگو وہ ہی دینے کو تیار ہیں۔ ہے کوئی سائل کہ جس کا دامن مرادوں سے بھر دیں؟ بقول مصور پاکستان ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم۔

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں

-----------(3)-----------

تو شب برأت کے معنی یہ ہوئے: ''آزادی اور نجات پانے کی رات'' چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے شمار گنہ گار مسلمانوں کو ان کے گناہوں کی سزا و عذاب الٰہی سے آزادی اور نجات مل جاتی ہے، اس لئے اس رات کو شب برأت یعنی آزادی اور نجات پانے کی رات کہتے ہیں۔

تیسرا اہم واقعہ اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنی رحمت کی خاص تجلی کی بدولت بے شمار اپنے

گنہگاروں کو بخش کر اپنے عذاب سے آزاد کر دیتا ہے۔ جو اس سے پہلے اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہوں۔ بڑا ہی بدنصیب وہ شخص ہے جو اس رات میں بھی اللہ کی رحمت اور اس کی بخشش سے محروم رہ جائے۔

خیال رہے کہ چند لوگ ایسے ہیں کہ جن کی بخشش اس رات میں بھی نہیں ہوتی جبکہ اللہ کی رحمت اس رات میں اتنی عام ہوتی ہے کہ معمولی بہانوں سے بھی گنہگاروں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اس رات میں اللہ کی رحمت اور اس کی بخشش سے محروم رہنے والے نامرادوں کی ایک لسٹ احادیث نبویہ سے لے کر ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(1) کافر و مشرک۔ جس کا اللہ کے دین پر ایمان ہی نہ ہو۔

(2) مشاجن۔ مشہور تبع تابعی امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ مشاجن سے مراد وہ بدعقیدہ گمراہ شخص ہے جو جماعت اہل سنت سے نکل کر سنت کے مقابل کوئی اور عقیدہ اختیار کر لے۔

(3) ماں باپ کا نافرمان۔

(4) بغیر شرعی وجہ کے قریبی رشتہ داروں سے تعلق توڑنے اور ان سے بدسلوکی کرنے والا۔

(5) بغیر شرعی وجہ کے کسی سے دشمنی رکھنے والا۔

(6) بغیر شرعی وجہ کے کسی مسلمان بھائی سے دل میں بغض و کینہ چھپا رکھنے والا۔

(7) جادو کرنے والا۔

(8) کاہن جو اپنے فن سے حساب کر کے لوگوں کو آئندہ ہونے والی غیب کی باتیں بتانے کا دعوی رکھتا ہو۔ دوسرے لفظوں میں آئندہ کے غیب جاننے کا دعوی کرتا ہو۔

(9) عریف۔ یعنی نجومی جو ستاروں وغیرہ کے حساب سے غیب کی باتیں بتانے کا دعوی رکھتا ہو۔

(10) شرطہ۔ پولیس یا ملٹری کے وہ سپاہی جو اپنے ظالم آفیسر کے حکم سے یا اپنی مرضی سے لوگوں پہ ظلم کرتے ہوں۔

(11) عشار اور جابی۔ یعنی وہ آفیسر جو حکومت کی طرف سے لوگوں کے مال زکوۃ یا زمین کا معاملہ یا انکم ٹیکس یا پراپرٹی ٹیکس یا ایسے ہی دوسرے لوگوں سے وصول کرے، یا ناجائز اپنی مرضی سے ٹیکس لگا دے، یا لوگوں سے تو پورا ٹیکس لیتا ہو اور گورنمنٹ کے خزانے میں کم جمع کراتا ہو، باقی بے ایمانی سے خود کھا جاتا ہو، یا لوگوں کو ستانے کے لئے ٹیکس کے بارے میں غلط رپورٹیں پہنچاتا ہو۔

(12) صاحب کوبہ اور صاحب عرطبہ۔ یعنی سارنگی، طبلہ، ڈھولک، ستار، باجا، یا میوزک بجانے والا۔

(13) مدمن الخمر۔ یعنی شراب کا رسیا، جسے شراب یا دارو یعنی الکحل پینے کی عادت ہو۔

(14) زنا کرنے والا مرد یا عورت۔

(15) متکبر جو اپنی بڑائی دکھانے کے لئے کپڑا اتنا نیچے لٹکا کر چلے کہ وہ زمین پر گھسٹ رہا ہو۔

یہ ہیں وہ نامراد لوگ جو شب برات جیسی رحمتوں بھری رات کی برکتوں سے مکمل طور پر محروم رہتے ہیں اور ان کی بخشش اس رات کو بھی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالی ہمیں ان تمام برائیوں سے دور رکھے۔ جو لوگ ان برائیوں کے نشے میں مست ہیں اللہ و رسول کا یہ پیغام ان کے لئے ایک وارننگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہیں چاہیے کہ فوراً ان برائیوں کو چھوڑ کر اللہ کے حضور حاضر ہو کر توبہ کریں۔ یعنی پہلے کئے ہوئے پہ شرمندہ ہوں، اللہ سے معافی مانگیں اور آئندہ ان برائیوں سے دور رہنے کا اللہ سے وعدہ کریں۔ یہ ہے توبہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔" یعنی جو شخص گناہ سے توبہ کرے وہ ایسا ہی ہے جیسا کبھی اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ اللہ تعالی توبہ کی توفیق دے۔

رہا یہ سوال کہ اس رات میں کیا کرنا چاہیے؟ تو پیارے مسلم بھائیو! اور مسلم بہنو! غور سے سن لیجئے کہ ایک مسلمان کو اس رات یعنی شب برأت کے آنے پر یہ کام کرنے چاہئیں۔

(۱) خدا کے حضور میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ زندگی بھر کے گناہوں کو جس قدر ممکن ہو یاد کر کے اللہ کے سامنے شرمندہ ہو اور اپنے گناہوں پہ سخت افسوس کرے، پھر نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالی سے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی مانگے اور بار بار معافی کی درخواست کرے اور اگر اس وقت گناہوں پہ شرمندگی اور اللہ کے ڈر سے آنکھوں سے چند آنسو بھی ٹپک پڑیں تو پھر کیا ہی بات ہے۔ بس کام بنا بنایا ہے۔ پھر اللہ تعالی سے یہ وعدہ کرے پکا وعدہ کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا، پھر اپنے وعدے پر قائم بھی رہے۔ یہ ہے توبہ

اور کامل توبہ جس سے گناہ سب مٹ کر فنا ہو جاتے ہیں۔

(۲) اس رات میں اپنی تمام نیک حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کرے اور اللہ سے ان کے پورا کرنے کی دعا کرے۔ مثلاً بیماری سے شفاء، غریبی تنگدستی سے نجات، رزق حلال کی کثرت، نیک اعمال کی توفیق، برے کاموں سے بچاؤ، آرام و عافیت اور عزت و برکت اور خدا کی عبادت واطاعت والی زندگی اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت ایمان کی سلامتی، وقتِ نزع، حساب قبر، برزخ اور روز قیامت کی تکلیفوں اور شدتوں سے نجات، دوزخ سے اللہ کی پناہ اور جنت کے حصول کی درخواست وغیرہم۔ اس قسم کی دعائیں کرنی چاہئیں انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوں گی۔

(۳) اس رات کو خوب خوب اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، نوافل پڑھیں، قرآن کی تلاوت کریں، درود شریف پڑھیں، کلمہ طیبہ شریف، کلمہ تمجید (تیسرا کلمہ)، استغفار وغیرہم ان میں سے جو بھی میسر ہو پڑھیں۔ سب عادت ہی ہے، چاہے کئی لوگ مل کر کریں یا تنہا ہر طرح جائز ہے۔ صرف نوافل جماعت سے نہ پڑھیں انہیں تنہا پڑھنا سنت ہے۔

(۴) شب برأت میں مسلمانوں کے قبرستان میں جانا خصوصاً اپنے عزیزوں کی قبروں پہ حاضر ہو کر ان کی بخشش اور درجوں کی بلندی کے لئے دعا کرنا بھی بڑی اہم سنت ہے۔ جو کچھ یاد ہو قرآن، درود شریف اور دوسرے اذکار پڑھ کر مسلمان مردوں کو ثواب بخشنا چاہیے۔

(۵) شب برأت کے بعد والے دن کو روزہ رکھنا چاہیے۔ یہ بڑی اہم سنت ہے اور اس میں بڑی فضیلت ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال رہے کہ اس رات میں کھیل کود، تماشہ اور خلاف شرع فنکشن کرنا، یا آتش بازی کرنا، اور یہ سمجھنا کہ ہم اس طرح شب برأت ایسے اسلامی تہوار کو خوشی سے منا رہے ہیں۔ جیسا کہ کئی فاسق و فاجر اور نادان کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا۔ یہ سب باتیں سخت سخت ناجائز اور حرام ہیں اور اس رات کی عظمت کے پیشِ نظر اس رات کی توہین اور خدا کی طرف سے آنے والی رحمت وبخشش کی، بے ادبی، بلکہ اللہ و رسول کے احکام کے ساتھ مذاق، بلکہ خدا اور رسول کے فرمانوں کو چیلنج کرنے والی باتیں ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی حرکتوں سے مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔

جشنِ معراج

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

ابرِ رحمت بسا آج کی رات ہے
باغِ عالم کھلا آج کی رات ہے

❖❖❖

راستے سج گئے، مرحلے کٹ گئے
پیار کی انتہا آج کی رات ہے

❖❖❖

جبرئیلِ امیں، اسرفیلِ مُبیں
ہر فرشتہ فدا آج کی رات ہے

❖❖❖

نور کی راہ پر نور والا چلا
ہر چمن پُر ضیاء آج کی رات ہے

❖❖❖

حُور و غلماں بھی تعظیم کو جھک گئے
صحنِ جنت سجا آج کی رات ہے

❖❖❖

حُسن پھیلا ہوا ہے اُفق در اُفق
حُسن جلوہ نُما آج کی رات ہے

❖❖❖

عشق سر مست ہے یادِ محبوب میں
وصل کا مدعا آج کی رات ہے

❖❖❖

وجہِ تکوین عالم نبی کے لئے
عرش نغمہ سرا آج کی رات ہے

❖❖❖❖❖

مزاراتِ اولیاء اور دربارِ لاثانی

مفتی محمد مظہر اللہ سیالوی ایم۔اے

قرآن پاک میں ہے۔

مَایَفتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِکْ فَلَامُرْسِلَ لَهٗ مِن بَعْدِهٖ ؕ (سورۃ فاطر پارہ نمبر۲۲)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے جو رحمت کھول دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو پھر اُسے کوئی جاری کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالےٰ کی صفات، صفاتِ کمالیہ غیر منفصل ہیں اور ان میں تغیر وتبدل محال ہے جہاں رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ تو اس کی مثل کسی مخلوق سے بھی ممکن نہیں اگر کسی جگہ غضب نازل ہوا تو وہ صرف وقتی طور پر نہیں بلکہ اس خطے پر آج تک نزولِ غضب ہو رہا ہے۔ چنانچہ وادئ محسر سے گزرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہاں سے بھاگتے ہوئے گزرو کیونکہ یہاں ایک قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا جو آج تک اتر رہا ہے۔ اور اگر تم آہستہ آہستہ گزرو گے تو تمہیں بھی عذاب الٰہی اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔

وَسِعَتْ رَحْمَتِیْ کُلَّ شَیْءٍ

ارشادِ باری ہے کہ میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے اور حدیث قدسی ہے ''کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ مذکورہ بالا آیت سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اگر غضب جس خطے پر اترا ہے وہ آج تک اتر رہا ہے۔ تو رحمت جس ٹکڑے پر نازل ہوئی وہ کس طرح رک سکتی ہے بلکہ اس کا نزول بھی دوامی ہے کیونکہ رحمت غضب پر غالب ہے پس زمین کے وہ ٹکڑے جہاں اولیاء اللہ کے قدم لگے اور جہاں ان پر رحمتوں کا نزول ہوا۔ آج تک وہاں رحمتِ خداوندی کا نزول اسی انداز سے جاری وساری ہے۔ اگر وادئ محسر میں ٹھہرنے والا عذاب وغضب کا شکار ہو سکتا ہے تو مبارک خطوں میں ٹھہرنے والا یقیناً خدا کی رحمتوں کے سایہ میں ہے اس کا ثبوت کئی ایک احادیث مبارکہ سے ثابت ہے مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم اِذَا اَتَیْنَا عَلٰی ثَنِیَّةِ الْمُرَارِ قال من صَعِدَ الثَّنِیَّة ثنیَّةَ الْمُرار یُحطُّ عنْهُ کما عن بنی اِسْرائیل فَاَوَّلُ مَنْ صَعِدَ مِنَاخَیْلُ الْخزرَاجِ ثُمّ مَتَتَامُ المناس

ترجمہ: جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ہم ایک ٹیلے کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ''مرار'' ٹیلے پر چڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ جس طرح بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے گناہ معاف کئے گئے تھے تو سب سے پہلے

مشکوٰۃ المصابیح باب زیارۃ القبور صفحہ ۱۵۴ ''اشعۃ للمعات'' سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ قَبْرُ مُوسٰی الْکَاظِمِ تِرْیَاقٌ مُجَرَّبٌ لِاِجَابَةِ الدُّعَاءِ قال حجة الاسلام محمد الغزالی مَنْ یُسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِهٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِهٖ ؕ

ترجمہ: امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے تریاق ہے حجۃ الاسلام محمد غزالی فرماتے ہیں جو شیخ دنیوی زندگی میں اپنے (مریدین) کی امداد کر سکتا ہے وہ وفات کے بعد بھی اسی طرح مدد کر سکتا ہے۔

قبلہ خزرج کے گھوڑے چڑھے اس کے بعد سب لوگ اس پر چڑھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب بخشے گئے ہو سوائے ایک منافق کے کہ جس کو اس کے گھوڑے نے زمین پر گرایا تھا اور بھاگ گیا تھا نتیجتاً وہ اس ٹیلے پر نہ چڑھ سکا۔ اس حدیث پاک سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن مقامات پر اللہ کے محبوب بندے کچھ دیر

جن مقامات پر اللہ کے محبوب بندے کچھ دیر کے لئے بھی قیام کریں وہاں رحمت کا نزول ابدی ہوتا ہے اور جو کوئی ان خطوں پر پہنچ جائے وہ بھی رحمتِ الٰہی کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے صحیح بخاری میں سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سفید چٹیل زمین پر بیٹھے اور پھر جب کھڑے ہوئے تو اس جگہ سبزہ اُگ کر لہلہار ہا تھا۔''

کے لئے بھی قیام کریں وہاں رحمت کا نزول ابدی ہوتا ہے اور جو کوئی اِن خطوں پر پہنچ جائے وہ بھی رحمتِ الٰہی کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے صحیح بخاری میں سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سفید چٹیل زمین پر بیٹھے اور پھر جب کھڑے ہوئے تو اس جگہ سبزہ اُگ کر لہلہار ہا تھا۔''

قابل غور امر ہے کہ چند لمحات کا بیٹھنا مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے تو جہاں اِن حضرات کا ہمیشہ کے لئے اپنے مزاروں میں موجود ہونا ثابت ہے تو کس قدر رحمت کا ظہور ہوگا۔

ان تمام روایات کو سمیٹتے ہوئے میں عرض کروں گا۔ کہ وہ مزارات اور مقاماتِ مقدسہ جہاں اولیاء کرام تشریف فرما ہیں بالاتفاق خدا کی رحمت کا نزول ہے۔ اور ہر زائر رحمت الٰہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح باب زیارۃ القبور صفحہ ۱۵۴ ''اشعۃ للمعات'' سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے

قَالَ الْإِمامُ الشَّافِعِیُّ. قبرُ مُوسیٰ الکاظِم تِرْیَاقٌ مَجْرُبٌ لِاجَابَةِ الدُّعاءِ قال حجة الاسلام محمد الغزانی مَنْ يُسْتَمَدُّ فِی حَيَاتِهِ يُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِهِ۞

ترجمہ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے تریاق ہے حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں جو شیخ دنیوی زندگی میں اپنے (مریدین) کی امداد کر سکتا ہے وہ وفات کے بعد بھی اسی طرح مدد کر سکتا ہے۔ طبقات ضابطہ میں ہے۔ کہ کمال ابنِ ہمام شارحِ ھدایہ (جو فقہ کی بہت بڑی کتاب ہے) اسکندریہ کے شیخ ابنِ عطا کی قبر پر قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ''فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِيْد''

یعنی (مرنے کے بعد فیصلہ ہو جاتا ہے) تو کوئی نیک بخت ہو جاتا ہے اور کوئی بد بخت، تو ابن عطا نے قبر سے ان الفاظ میں ندا دی ''يَا كَمَال ابْنَ هُمَام لَيْسَ مِنَّا شَقِیٌّ''

اے کمال ابن ہمام اس پورے قبرستان میں کوئی بد بخت نہیں۔'' ایسے واقعات احادیث و روایات میں کثرت سے ہیں جن کا احاطہ اوراق میں ممکن نہیں۔

قرآنِ حکیم سے استدلال: ارشاد ربانی ہے

مَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّنَ وَالصِّدِيقين والشُّهداء والصَّالحين وحسُنَ اولٰئک رَفِيْقًا۞

جو اللہ اور اس کے (ذی شان رسول) کا فرمانبردار ہے وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کی سنگت میں ہے اور یہ بہترین رفاقت ہے۔

عالم برزخ میں ہر مرنے والا اپنے محبین کی صحبت میں پہنچتا ہے چونکہ اولیاء کرام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہے۔ اس لئے جہاں وہ مدفون ہیں وہ ان تمام مذکورہ ہستیوں کی جلوہ گاہ ہے جو انعام یافتہ ہیں۔ اس لئے ولی کی قبر پر در حقیقت تمام انبیاء وصدیقین، وشہداء اور صالحین کا فیضان ہے۔ اتنے فیضان کے سایہ میں آنے والا انسان کس طرح بد بخت یا محروم رہ سکتا ہے۔ اس لئے وثوق سے کہا جا سکتا ہے۔ جس نے عقیدت و عاجزی کے ساتھ کسی ولی اللہ کی قبر پہ حاضری دی، انشاء اللہ اس کی پیشانی میں ہمیشہ کے لئے نیک بختی لکھ دی گئی۔ "هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ ط" یہ ایسا گروہ اور قوم (اولیاء اللہ) ہے جن کے پاس (چند لمحات) بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔

حرف آخر: دربار لاثانی میں سب سے پہلے حاضری مجھے ۱۹۸۶ء میں نصیب ہوئی۔ جب عرس مبارک حضور لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کے موقع پر حاضر ہوا۔ اس خطہ ءزمین میں داخل ہوتے ہی خصوصی نزول رحمتِ الٰہی کا مشاہدہ ہوا۔ ایسا لگتا تھا۔ جیسے فرشتے لوگوں کو ہانک کر عرس شریف کے لئے لا رہے تھے۔ جو تسخیر اور جذب وکشش مشاہدہ میں آئی اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دل کی کس گہرائی سے اس مرد درویش نے خدا کی تسبیح بیان کی ہے۔ جس کا شور ملاء اعلیٰ تک ہے۔ کسی شیخ کی شان دیکھنی ہو تو اس کے تربیت یافتہ مریدین کو دیکھ لیا جائے۔ میں بلا مبالغہ عرض کر رہا ہوں کہ جو عقیدت ومحبت میں نے حضور لاثانی رحمتہ اللہ علیہ اور نقش لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کے غلاموں میں دیکھی اس سے شیخ کی شان اور تصرف عیاں و بیان ہے۔ میں عجیب جذبہ امتنان سے حضور لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا آپ کے قدموں کو چوم کر بے اختیار عرض کی۔

گرچہ ناپاکم و لیکن دل بہ پاکاں بستہ ام

در بہار ستانِ عالم رشتہء گلدستہء ام

اللہ کریم آستانہء لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کو تا ابد مطلع انوار کرے اور وابستگان اور مجھ جیسے ناقص صحبان کے دامنوں کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال کرے۔ آمین بجاہ حبیب الکریم

اقوال واصف علی واصف

☆ زندگی کی تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ اسے جاننا اور پہچاننا بھی مشکل ہے۔ یہ ایک راز ہے، ایسا راز کہ جس نے راز جان لیا وہ مر گیا اور جو نہ جان سکا وہ مارا گیا۔

☆ گناہ اخلاقیات کے حوالے سے نہیں، دین کے حوالے سے ہے۔ اخلاقیات کا دین اور ہے، دین کی اخلاقیات اور۔

☆ جو انسان جتنا موثر ہوگا، اس کا گناہ اتنا ہی بڑا ہوگا۔

☆ دنیا کے عظیم انسان نالہء نیم شب کی داستان ہیں۔

☆ موت صرف سانس یا آنکھ کے بند ہو جانے کا نام نہیں۔ ہر آرزو کی موت، موت ہے۔

☆ مقصد مر جائے تو انسان مر جاتا

☆ موسم بدلنے کا وقت آ جائے تو وقت کا موسم بدل جاتا ہے۔

☆ لامحدود آرزوئیں محدود زندگی کو عذاب بنا دیتی ہیں۔

☆ جھوٹے لوگوں کے ووٹ سے سچا انسان کیسے آگے آ سکتا ہے؟

☆ اچھا امیر بھی بہت اچھا ہے۔ برا غریب بھی بہت برا۔

☆ مبلغ، یقین سے محروم ہو تو تبلیغ تاثیر سے محروم ہو جاتی ہے۔

آفتابِ شریعت، مہتابِ طریقت، مُحدثِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب کے

صحیفۂ حیات کا ایک ورق

از: نائب محدث اعظم علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب امیر جماعت رضائے مصطفٰے پاکستان

محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مبارک موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ والد محترم کا نام چودہری میراں بخش صاحب تھا جو اپنے علاقے کے ممتاز زمیندار اور بڑے دیانتدار آدمی تھے۔ حضرت شیخ الحدیث نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور پھر اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ میں میٹرک پاس کیا۔ زاں بعد لاہور تشریف لائے اور ایف اے کی تیاری شروع کی۔ لیکن چونکہ قدرت نے آپ کو انگریزی لائن کی بجائے دینی راستہ کا ایک ممتاز و عظیم و جلیل رہنما بنانا تھا اس لئے حسن اتفاق سے انہی دنوں لاہور میں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف کے زیر اہتمام ایک بہت بڑا تاریخی جلسہ منعقد ہوا جس میں دیگر بکثرت علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت فرمائی۔ حضرت محدث اعظم نے اپنے اس ''کالجئیٹ'' نصاب میں جب حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت کی اور ان کی دست بوسی فرمائی تو زیارت بابرکت امارت کا آپ پر فوری طور پر ایسا اثر ہوا کہ تجلیٔ دیدار کی برکت نے آپ کی کایا پلٹ دی اور دل کی دُنیا بدل کر رکھ دی اور گیارہویں کلاس کے اس نوجوان سٹوڈنٹ کا دل فی الفور دُنیا داری و مغرب زدگی سے اچاٹ ہو گیا اور اس کی بجائے اسلامی جذبہ، علم دین و خدمت اسلام نے آپ کے دل میں جگہ لے لی۔ آپ کو اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس ہوا کہ اتنا زمانہ خواہ مخواہ انگریزی پڑھی علم دین حاصل نہ کیا اور زندگی بے کار گذار دی اب اس کی تلافی کے لئے ان (حجۃ الاسلام) کے ساتھ جا کر اور بریلی شریف ان کی خدمت میں رہ کر علم دین حاصل کر کے خدمت اسلام کا کوئی کام کرنا چاہا۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

عرض مدعا

چنانچہ دل میں ذوق و شوق راسخ ہو جانے کے بعد آپ حضرت حجۃ الاسلام کے پیچھے پیچھے ہو لئے، ان کا قیام حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ کے آستانہء عالیہ پر تھا۔ چنانچہ آپ حجۃ الاسلام کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی اس کیفیت و انقلاب قلبی کا ذکر کر کے آپ کے ساتھ بریلی شریف جانے اور علم دین حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے بڑا کرم فرمایا اور بکمال شفقت حضرت شیخ الحدیث کی اس مبارک تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور دو دن مزید قیام کے بعد آپ کو اپنے ساتھ بریلی شریف لے گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

بریلی اور اجمیر کی برکات

بریلی شریف میں حضرت حجۃ الاسلام نے آپ کو اپنے زیر سایہ رکھ کر دینی تربیت فرمائی اور مدیہ شریف و قدوری تک کتابیں خود پڑھائیں بعد ازیں حضرت محدث اعظم آپ سے اجازت لے کر اجمیر شریف حضرت صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیلِ علم میں مشغول ہوئے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے حلقہء درس میں آپ کی ایک ممتاز حیثیت تھی اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی بھی آپ پر خاص شفقت اور نظر عنایت تھی چنانچہ اجمیر شریف کی مقدس سرزمین پر اس باکمال استاد کی خدمت میں آٹھ سال رہ کر اس ہونہار شاگرد نے علوم دینیہ معقول و منقول کی

تکمیل فرمائی اور تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف ہی کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا اور اجمیر شریف جیسے روحانی مرکز سے تکمیل و فراغت کے بعد دنیائے اسلام کے مایۂ ناز و اہل سنت کے مرکزی مقام بریلی شریف میں ایک نئی شان کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے۔ بریلی شریف میں پہلی مرتبہ آپ کی آمد ایک مبتدی کی صورت میں تھی اور دوسری مرتبہ کی اس حاضری میں آپ منتہی ہو چکے تھے۔

بریلی شریف میں سولہ سال

بریلی شریف میں حضرت شیخ الحدیث اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے بڑے شہزادے حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کی زیر سرپرستی جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگراں میں پانچ سال اور چھوٹے شہزادے مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے زیر اہتمام جامعہ رضویہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں گیارہ سال دینی تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ منظر اسلام میں امور عامہ، قاضی، صدرا، شرح عقائد، خیالی، حمد اللہ، میبذی، ملا حسن، ملا جلال، حسامی، ہدایہ اخیرین و مشکوٰۃ شریف جیسی عظیم درسی کتب پڑھاتے رہے اور مظہر اسلام میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث جیسے بلند پایہ منصف پر فائز رہے اور اس دوران میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے تشنگان علوم بریلی شریف جیسے عظیم الشان مرکز میں پہنچے اور حضرت شیخ الحدیث کے علم و فضل سے بہرہ ور ہوتے۔ حضرت حجۃ الاسلام و حضرت مفتیٔ اعظم کی آپ پر خصوصی نوازشات کے باعث بہت سے لوگ آپ کو خاندان رضویت کا ہی ایک فرد سمجھتے، قیام بریلی کے دوران آپ حضرت مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کی معیت میں حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور ۱۳۶۲ء میں حضرت حجۃ الاسلام کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی۔

پاکستان میں تشریف آوری

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت آپ رمضان المبارک کی چھٹیاں گزارنے کیلئے دیال گڑھ اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما تھے کہ تقسیم ملک کے سلسلہ میں فسادات شروع ہو گئے اور چونکہ سرزمین پاکستان کو آپ کے وجود مسعود کی ضرورت تھی اور بریلی شریف میں سردار احمد کی صورت میں آفتاب علم و فضل کی ضیاء پاشیوں کے بعد سرزمین پاکستان میں لائل پور (فیصل آباد) کو مرکز بنا کر دین کا ڈنکا بجانا اور مذہب حق اہل سنت کا چرچا فرمانا مقدر ہو چکا تھا اس لئے آپ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (ہندوستان) سے ہجرت فرما کر بفضلہ تعالیٰ مع اہل و عیال

چنانچہ دل میں ذوق و شوق راسخ ہو جانے کے بعد آپ حضرت حجۃ الاسلام کے پیچھے پیچھے ہو لئے، ان کا قیام حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ پر تھا۔ چنانچہ آپ حجۃ الاسلام کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی اس کیفیت و انقلاب قلبی کا ذکر کر کے آپ کے ساتھ بریلی شریف جانے اور علم دین حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے بڑا کرم فرمایا اور بکمال شفقت حضرت شیخ الحدیث کی اس مبارک تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور دو دن مزید قیام کے بعد آپ کو اپنے ساتھ بریلی شریف لے گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

چنانچہ آپ کی شبانہ روز انتھک کوشش و محنت اور خلوص و برکت سے چند ہی دنوں میں فیصل آباد کی سرزمین عشق و محبت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے معمور و آباد ہو گئی چوکوں۔ کوچوں۔ گلیوں۔ بازاروں میں ذکر میلاد و نعرہائے تکبیر و رسالت گونجنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں فیصل آباد کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی اور ماشاء اللہ فیصل آباد اہلسنّت و جماعت کا ایک مایۂ ناز مرکز، مضبوط قلعہ اور مرجع خواص و عوام بن گیا۔

بخیریت و حفاظت پاکستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ عارضی طور پر سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں قیام فرمایا اور اس بستی کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔

فیصل آباد میں چودہ سال

سارو کی میں قیام کے دوران پاکستان کے اکابر علماء و مشائخ اور کراچی کے رؤسا نے آپ کو اپنے ہاں ٹھہرانے اور سلسلہء تدریس جاری کرنے کی پیشکش کی لیکن آپکی نظرِ انتخاب فیصل آباد کی خشک اور ''سنگلاخ'' زمین پر پڑی اور آپ نے ۱۳۶۸ھ میں اس شہر میں مستقل طور پر جلوہ افروز ہو کر بے سروسامانی کے عالم میں انتہائی مخالفانہ و اجنبی ماحول میں دینی تعلیمی خدمات کا سلسلہ شروع فرما کر سنیت و رضویت و قادریت کا جھنڈا نصب فرمادیا اور مخلوق خدا کو دعوتِ عام دی کہ آ ؤ ۔

احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گڑا ہوا

چنانچہ آپ کی شبانہ روز انتھک کوشش و محنت اور خلوص و برکت سے چند ہی دنوں میں فیصل آباد کی سرزمین عشق و محبت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے معمور و آباد ہو گئی چوکوں۔کوچوں۔گلیوں۔بازاروں میں ذکر میلاد و نعرہائے تکبیر و رسالت گونجنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں فیصل آباد کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی اور ماشاء اللہ فیصل آباد اہلسنّت و جماعت کا ایک مایہء ناز مرکز، مضبوط قلعہ اور مرجع خواص و عوام بن گیا۔

حضرت شیخ الحدیث کے بیمثال اور زبردست وسیع کام اور شبانہ روز جدوجہد کا آپ کی صحت پر بہت اثر پڑا پہلے تو آپ نے چنداں پروانہ کی لیکن بعد میں صحت زیادہ بگڑ گئی اور طبیعت کمزور ہوتی چلی گئی آخر میں احباب کراچی کے اصرار پر آپ اکتوبر میں بسلسلہء علاج و تبدیلئ آب و ہوا کراچی تشریف لے گئے جہاں رجب المرجب کے آخر میں شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کی چاند رات ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء جمعہ ہفتہ کی درمیانی رات میں ایک بجکر چالیس منٹ پر انسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

وصال شریف

حضرت شیخ الحدیث کے بیمثال اور زبردست و وسیع کام اور شبانہ روز جدوجہد کا آپ کی صحت پر بہت اثر پڑا پہلے تو آپ نے چنداں پروانہ کی لیکن بعد میں صحت زیادہ بگڑ گئی اور طبیعت کمزور ہوتی چلی گئی آخر میں احباب کراچی کے اصرار پر آپ اکتوبر میں بسلسلہء علاج و تبدیلئ آب و ہوا کراچی تشریف لے گئے جہاں رجب المرجب کے آخر میں شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کی چاند رات ۲۹/ دسمبر ۱۹۶۲ء جمعہ ہفتہ کی درمیانی رات میں ایک بجکر چالیس منٹ پر انسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

نماز جنازہ

ہفتہ کی صبح کراچی کے احباب نے وہاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد ۲ بجے شاہین ایکسپریس پر آپ کے جنازہ شریف کو فیصل آباد روانہ کیا اور آخری مرتبہ اپنے محبوب دینی راہنما کو الوداع کہا۔ جنازے کے ہمراہ بھی کراچی کے بکثرت علماء و احباب فیصل آباد روانہ ہوئے راستہ میں ہر اسٹیشن پر عقیدتمندوں نے جنازہ شریف کا استقبال کیا۔ ۲ شعبان بروز اتوار ساڑھے ۹ بجے شاہین ایکسپریس فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ جہاں استقبال کے لئے علماء و عوام کا ایک زبردست ہجوم تھا۔ وہاں سے جنازہ مبارکہ آپ کے دولت کدہ پر پہنچایا گیا اور اہل خانہ کے آخری مرتبہ زیارت سے مشرف ہونے کے بعد فیصل آباد کے وسیع و عریض میدان دھوبی گھاٹ میں سوا دو بجے بعد نماز ظہر آپ کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی جس میں کراچی سے پشاور تک کم و بیش تین لاکھ عوام اور علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی نماز جنازہ کے فرائض حضرت مولانا عبدالقادر احمد آبادی نے سرانجام دیئے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنازہ مبارکہ پر باقاعدہ انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا اور نُور کی چمک اور نورانی لہریں نظر آرہی تھیں جن کا مظاہرہ تمام راستہ موجود رہا۔

☆☆☆☆☆☆

شانِ امام اعظم رضی اللہ عنہ

امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کی تعلیمات وفیوضات سے امتِ مسلمہ کے خواص وعوام دورِ تابعین سے لے کر آج تک مالا مال ہورہے ہیں، ہر دور کے اہلِ علم وفکر نے اُن کے علم وفکر کی گواہی دی ہے، بلکہ مخبر صادق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ میں حضرتِ امام کی شان وعظمت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں، موجودہ دور کی فکری آلودگی میں بعض تنگ نظر عناصر آپ کی توہین میں مصروف ہیں اور اپنا اعمال نامہ ضائع کررہے ہیں، اُن کی عبرت کے لئے اور اہل محبت کے ایمان تازہ کرنے کے لئے مولانا غلام مصطفےٰ مجددی کی کتاب ''امام اعظم کے عقائد'' کا ایک تحقیقی گوشہ پیش خدمت ہے، ماہ رجب المرجب میں حضرت امام کا وصال ہوا، یہ مضمون ان کے حضور نذرانہ ارادت بھی ہے۔

انتخاب: غلام دستگیر احمد

رسول اکرم کی نظر میں:

اللہ کریم نے آپ کو سیرت وکردار کی جملہ خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا جس نے آپ کو دیکھا آپ کا ہوگیا جس نے آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا وہ متاثر ہوا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آج تک ملت اسلامیہ کے بڑے بڑے مفکرین ومتصوفین نے آپ کے حضور اپنے عقیدت وارادت کے پھول نچھاور کئے ہیں سب سے پہلے ہم حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کس طرح اپنے اس عظیم غلام اور محبوب ہستی کی خبر دی فرمایا

☆ لو کان الایمان عند الشریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا تو اہل فارس میں سے ایک آدمی وہاں بھی پہنچ گا اور اسے حاصل کرے گا۔ (رواہ مسلم)

☆ لو کان العلم بالثریا یتناوله رجال من ابناء فارس، یعنی اگر علم ثریا کے پاس ہوا تو فارس کے افراد اسے حاصل کرلیں گے (رواہ ابونعیم)

☆ صحیح بخاری میں بھی قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ حدیث موجود ہے

☆ ''اگر ایمان ثریا کے پاس لٹکا ہوگا تو عرب اس کو نہ پاسکیں گے البتہ فارس والے اسے حاصل کرلیں گے'' (رواہ طبرانی)

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً ان حدیثوں میں امام ابوحنیفہ قدس سرہ کی خبر دی ہے جس کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے (بعض سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں) (تبیض الصحیفہ ص ۳)

اہل نظر کی نظر میں:

اب ان احادیث صحیحہ کا فیضان دیکھیں کہ ہر منصف مزاج آپ کا قدر دان نظر آتا ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ: فرماتے ہیں ابوحنیفہ کا طریقہ کیا ہی اچھا اور فقہ کیا ہی زیادہ ہے (الانتقاء از ابن عبدالبر ص ۱۲۴)

سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ: فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوحنیفہ جیسا انسان نہیں دیکھا (مناقب الامام ابی حنیفہ ص ۲۷)

یزید بن ہارون علیہ الرحمہ: فرماتے ہیں میں نے ان کے ہم عصر جتنے بھی دیکھے سب کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ اس نے امام ابوحنیفہ سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا (اخبار ابی حنیفہ ص ۳۶)

عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ: فرماتے ہیں ابوحنیفہ اگر کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ویسے ہی نکل آئے کہ انہیں فقہ میں ایسی توفیق حاصل ہے (ایضاً ص ۴۷)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ھذا ابو حنیفہ

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور فتوے، قاضی شریح کے فیصلے و دوسرے قاضیوں کے فیصلے (جو کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوا کرتے تھے) ہیں اللہ نے جس قدر توفیق دی انہوں نے ان کو جمع کیا پھر ان آثار میں وہی تتبع وغیرہ اختیار کیا جو کہ اہل مدینہ کی آثار میں مدینہ کے علماء نے کیا اور جس طرح انہوں نے تخریج مسائل کی انہوں نے بھی کی (حجۃ اللہ البالغہ (عربی اردو) جلد اول ص۳۵۱)

من الفقہ اہل بلدہ یا ابوحنیفہ اپنے ملک کے سب سے اونچے فقیہ ہیں (المناقب جلد۲ص۳۲)

یحییٰ بن معین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عدول، ثقہ، سراپا عدل، قابل اعتبار اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ جس کے ابن مبارک اور وکیع بھی معترف ہیں۔ (مناقب ابی حنیفہ ص۱۰۱)

نضر بن شمیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لوگ فقہ میں سوئے ہوئے تھے امام ابوحنیفہ نے ان کو اپنی تشریح و بیان سے بیدار کیا (تہذیب التہذیب ص۴۰۲)

امام مسعر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے فقہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر کام کیا ہو (ایضاً)

امام ابونعیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ مسائل کے غواص تھے (ایضاً)

امام مالک بن انس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ ایسے آدمی تھے کہ اگر ستون کو دلائل سے ثابت کرنا چاہیں کہ سونے کا ہے تو کر سکتے تھے۔ (تاریخ بغداد جلد۱۳ص۳۳۷)

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ الناس عیال علی ابی حنیفہ فی الفقہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں (حیوۃ الحیوان جلد ۱ ص ۱۲۲، تہذیب التہذیب جلد ۱۰ص ۴۵۰، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ص ۱۵۱، وفیات الاعیان جلد ۲ص ۱۶۳) جو فقہ کو سیکھنا چاہے وہ اصحاب ابوحنیفہ کا دامن تھام لے (تبییض الصحیفہ ص۱۹)

خلیفہ منصور کا قول ہے ھذا عالم الدنیا الیوم ابوحنیفہ دنیا کا بلند پایہ عالم ہے (ایضاً ص۲۰)

حسن بن عمارہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ فقہ میں کام کرنے والوں کے سردار ہیں اور کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا لوگ آپ کی نسبت حسد سے کام لیتے ہیں (ایضاً ص۲۱)

امام ثوری علیہ الرحمہ ابوحنیفہ افقہ اہل الارض زمین پر سب سے بڑے فقیہ ہیں (الخیرات الحسان ص۳۲)

ابوعاصم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں ابوحنیفہ کو ابن جریج سے بڑا فقیہ مانتا ہوں (ایضاً ص۳۲)

امام شمس الدین بابلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر کوئی پوچھے کہ افضل الائمہ کون ہیں تو ہم جواب دیں گے ابوحنیفہ (الجواہر المضیئہ جلد ۱ ص ۹)

امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تو علم کے بغیر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں زبان درازی کرنے والوں کے ساتھ سے بچ کہ دنیا و آخرت کا نقصان نہ اٹھائے۔ کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث کے پابند اور رائے سے دور تھے۔ جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تحقیق کرے گا اسے سب سے زیادہ احتیاط والا پائے گا جو اس کے سوا کہے وہ جاہل ہے (کتاب المیزان جلد ۱ ص ۶۳)

امام شافعی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ الناس عیال علی ابی حنیفہ فی الفقہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں (حیوۃ الحیوان جلد ۱ص ۱۲۲، تہذیب التہذیب جلد ۱۰ص ۴۵۰، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ص ۱۵۱، وفیات الاعیان جلد ۲ص ۱۶۳) جو فقہ کو سیکھنا چاہے وہ اصحاب ابوحنیفہ کا دامن تھام لے (تبییض الصحیفہ ص۱۹)

علامہ ابن خلدون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں انہ من کبار المجتہدین فی علم

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً ان حدیثوں میں امام ابوحنیفہ قدس سرہ کی خبر دی ہے جس کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے (بعض سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں) (تبیض الصحیفہ ص ۳)

الحدیث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره رداو قبولا وہ عظیم مجتہدین میں سے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مذہب پر اعتماد کیا جاتا ہے اور رد و قبول میں ان کا اعتبار قائم ہے (مقدمہ ص ۲۶۴)

علامہ ابن خلکان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مناقبه و فضائله كثيره ان کے مناقب و فضائل کثیر ہیں (وفیات الاعیان جلد ۲ ص ۱۶۵)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سبحان اللہ وہ علم، ورع، زہد اور عالم آخرت کو اپنانے میں سب سے آگے ہیں کہ وہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا (مناقب الامام ابی حنیفہ ص ۲۷)

یحیی بن سعید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ سے علم رسول اللہ کو ملا ان سے صحابہ کو ان سے تابعین کو پھر تابعین سے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۶)

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ امام ہیں، عراق کے فقیہہ، اسلام کے آئمہ میں سے اور بڑی شخصیتوں میں سے ایک ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ ص ۱۰۷)

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ کبیر الشان ہیں (تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۱۶۸)

قاضی حسین بن محمد مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ثوری سے جب کوئی پیچیدہ مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے اس کے پاس جاؤ جس سے ہم حسد کرتے ہیں یعنی ابوحنیفہ (تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۳۶۵)

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو ابوحنیفہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان رکھے اس نے اپنا دین بچا لیا (اخبار ابی حنیفہ ص ۷۶)

عبداللہ بن داؤد الخریبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز میں ابوحنیفہ کے لئے دعا کریں کہ انہوں نے ان کے فقہ و حدیث کو بچایا ہے (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۴)

مکی بن ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کان ابوحنیفہ اعلم اھل زمانہ ابوحنیفہ اپنے زمانے کے بہترین عالم دین تھے۔ (الخیرات الحسان ص ۳۵)

امام موفق بن احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

هذا مذهب النعمان خير المذاهب
كذى القمر الوضاح خير الكواكب

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے اپنے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت مبارک کی متابعت کی بدولت اجتہاد میں اور مسائل کے استنباط میں ایسا مرتبہ پایا ہے کہ دوسرے افراد اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر سے ایک عظیم دریا کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب مثل حوضوں اور نالیوں کے نظر آتے ہیں...... سنت کی پیروی میں حضرت امام سب سے آگے ہیں اللہ ان کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو برا نہ کہیں اور اسلام کی بڑی جماعت کی دل آزاری نہ کریں فقہ کے بانی حضرت امام ہیں فقہ کے تین حصے ان کو مسلم ہیں ایک چوتھائی میں باقی علما ان کے شریک...... ابوحنیفہ کے مقابلہ میں دوسروں کو باوجود ان کے علم و کمال و تقویٰ کے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں (مکتوب ۵۵ دفتر دوم)

ولا عيب فيه غير ان جميعه
خلا ان تخلى عن جميع المعائب
تفقه في خير القرون معي التقى
فمذهبه لاشك خير المذاهب
ثلاثة الاف والف شيوخه
واصحابه مثل النجوم الثواقب
مذاهب اهل الفقه عنه تقلصت
فاين عن الرومي نسيج العناكب
الاعداء قد اقر بحسنه
و اقراره بالحسن ضربه الاذب
وكان له صحب بنور علومهم
تجلى عن الاحكام سجف الغياهب

ترجمہ:

مذہب نعمان سارے مذہبوں سے بہترین
جس طرح تاروں میں روشن ہے مہ روشن جبیں
ہر طرح کے عیب سے محفوظ تر دیکھا جسے
ایسا پاکیزہ کہ عیب اس کے قریب آتا نہیں
دور اعلیٰ میں بنے تقوے سے اعلیٰ وہ فقیہ
اس لئے ہے آپ کا مذہب مذاہب میں حسیں
آپ کو چالیس سو افراد نے بخشے فیوض
آپ کے اصحاب دیں کے انجم ضو آفریں
فقہ کے سارے مذاہب ان کے مذہب سے بنے
پر کہاں مکڑی کے جالے، رومی چادر کے قریں
معترف ہیں بدترین دشمن بھی جس کی شان کے
اعتراف اس کی جلالت کا ہے ثابت بالیقیں
آپ کے اصحاب کے انوار علم و فکر سے
وہم کی تاریکیاں احکام سے پیچھے ہٹیں
(المناقب ص۱۴۶ جلد۲)

اسحاق بن محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک مسائل میں بعض اوقات امام ابوحنیفہ کے قول کا اعتبار کرتے تھے
(المناقب جلد ص۳۳)

عبدالعزیز بن ابی سلمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ اچھی دلیلوں سے استدلال کرتے تھے اس میں کوئی عیب نہیں کہ ہم بھی رائے سے بات کرتے اور اس کے لئے دلیل لاتے ہیں (المناقب ص۳۴)

ابوعبدالرحمان مقری فرماتے ہیں کہ ہم سے بادشاہوں کے بادشاہ (ابوحنیفہ) نے روایت بیان فرمائی (حدثنا شاہان شاہ) (ایضا ص۳۰)

علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس شخص نے گمان کیا کہ وہ حدیث کی طرف کم توجہ دیتے اس نے تساہل یا حسد کی بنا پر کہا (الخیرات الحسان ص۶۶)

داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام امامان، مقتدائے اہل سنت، شرف فقہا اور عزت علماء ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخز ار مجاہد و عبادت میں ثابت قدم بزرگ تھے۔ اصول طریقت میں بڑی شان کے مالک تھے آپ اکثر مشائخ کے استاد تھے چنانچہ فضیل بن عیاض، داؤد طائی اور بشر حافی وغیرہم نے آپ سے فیض حاصل کیا پارسائی میں آپ کے بے شمار مناقب ہیں جو اس کتاب میں نہیں سماسکتے (کشف المحجوب میں ۱۲۷ ص ۱۷۰)

حضرت داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ نے ایک خواب بھی دیکھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش رحمت میں اٹھایا ہوا تھا استفسار پر فرمایا یہ تیرا امام اور تیرے دیار والوں کا امام ابوحنیفہ ہے فرماتے ہیں مجھے اس خواب سے تسلی ہوئی اور اپنے شیخ سے ارادت ہوگئی چونکہ پیغمبر نے ان کو اٹھایا اس لئے یقیناً ان کے ذاتی صفات فنا ہوچکے تھے اور صفات پیغمبر کے ساتھ صاحب بقا تھے پیغمبر حق سہو و خطا سے بالاتر ہیں جس کو ان کا سہارا نصیب ہو وہ سہو و خطا کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک رمز لطیف ہے (ایضا ص ۱۰۷ ملخصاً)

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے اپنے ورع وتقویٰ کی برکت اور سنت مبارکہ کی متابعت کی بدولت اجتہاد میں اور مسائل کے استنباط میں ایسا مرتبہ پایا ہے کہ دوسرے افراد اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر سے ایک عظیم دریا کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب مثل حوضوں اور نالیوں کے نظر آتے ہیں سنت کی پیروی میں حضرت امام سب سے آگے ہیں اللہ ان کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو برا نہ کہیں اور اسلام کی بڑی جماعت کی دل آزاری نہ کریں فقہ کے بانی حضرت امام ہیں فقہ کے تین

حصے ان کو مسلم ہیں ایک چوتھائی میں باقی علماء ان کے شریک......ابوحنیفہ کے مقابلہ میں دوسروں کو باوجود ان کے علم وکمال وتقوی کے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں (مکتوب ۵۵ دفتر دوم)

ہارون الرشید نے آپ کے اوصاف سن کر کہا صالحین کے اوصاف ایسے ہی ہوتے ہیں کاتب سے کہا لکھو اور بیٹے سے کہا یاد کرلو (مناقب کردری جلد ۱ ص ۲۲۶)

جمال الدین ظاہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ کے مناقب بہت ہیں ان کا علم عمیق ہے ان کی شہرت طوالت سے کفایت کرتی ہے اگر میں ان کے مناقب عزیزہ اور علوم کثیرہ کے بارے میں لکھوں تو کوئی جلدیں تیار ہوجائیں (النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ جلد ۲ ص ۱۴)

علامہ دیاربکری علیہ الرحمہ نے ایک شعر لکھا ہے

و تد اللہ الارض بالا علام المنیفہ
کما و تد الحنیفیہ بعلوم ابی حنیفہ

یعنی اللہ نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں لگائیں جیسے ملت حنیفہ کو ابوحنیفہ کے علوم کی میخوں سے برقرار رکھا ہے (تاریخ الخمیس ص ۳۲۹ جلد ۲)

ابوجعفر بیاضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ علم پراگندہ تھا اور اس قبر والے یعنی ابوحنیفہ نے اسے جمع کر دیا (وفیات الاعیان جلد ۵ ص ۴۱۴)

علامہ ابن تیمیہ حرانی فرماتے ہیں فلا یستریب احد فی فقهه و فهمه و علمه و قد نقلوا عنه اشیاء مقصدون بها الشناعه علیه وهی كذب عیه قطعا مثل مسئله الخنزیر البری و نحوا
کوئی آپ کی فقہ فہم اور علم میں شک نہیں کرسکتا۔ لوگوں نے آپ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر جھوٹ ہے جیسے خنزیر بری کا مسئلہ اور اسی طرح اور (منہاج السنہ جلد ۱ ص ۲۵۹)

مامون رشید عباسی فرماتے ہیں اگر ابوحنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہوتے تو ہم ان پر عمل نہ کرتے (المناقب از موفق جلد ۲ ص ۵۵)

اگر تم احتیاط اور اپنی نجات چاہتے ہو تو ابوحنیفہ کے قول پر ہی عمل کرو کسی دوسرے کے قول کی طرف نہ جاؤ (ایضا جلد ۲ ص ۱۵۹)

حافظ یوسف بن عبدالبر مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ فقہ میں امام تھے ان کی رائے خوب، قیاس عمدہ، مسئلہ لطیف، ذہن اچھا، اور عقل ہر وقت ساتھ تھی، ذکاوت اور تقوی کے مالک تھے (کتاب الاستغنا بحوالہ عقود الجمان ص ۲۰۹)

امام حماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ اچھی سمجھ اور اچھے حافظے کے مالک ہیں (اخبار ابی حنیفہ)

فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ ایک فقیہہ آدمی تھے۔ اور فقہ سے مشہور تھے ان کا تقوی مشہور تھا مال میں فراخی تھی ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرتے علم سکھانے میں ہمہ وقت لگے رہتے تھے۔ ان کی بات اچھی تھی بات کم کرتے حرام وحلال کے مسئلہ میں حق کا بیان اچھی طرح کرتے (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۰)

امام اعمش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ابوحنیفہ کے حلقہ میں جاؤ" اور فرماتے ہیں "کوئی جائے اور ہمارے لئے ابوحنیفہ سے مناسک حج لکھوا کرلائے" (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۷۰)

امام عمر غزنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام قاضی اور تمام عادل حضرات زندہ ہوں یا مردہ اپنے احوال میں حضرت امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید کے محتاج ہیں (الغرہ المنیفہ)

حضرت علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر امام مالک اور امام شافعی کے مقلد انصاف سے کام لیں تو امام ابوحنیفہ کے کسی قول کی تنقیص نہ کریں کیونکہ وہ ان کی مدح اپنے اماموں سے سن چکے ہیں (المیزان ص ۶۴ فصل اول)

حضرت موسی سیتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ نے لوگوں کے سامنے علم کے ایسے نکتے رکھے، ان میں سے کچھ سمجھ گئے اور کچھ نہ سمجھے تو ان سے حسد کرنے لگے۔ (عقود الجمان ص ۱۹۹)

شاعر المتنبی کہتے ہیں

امام رست للعلم فی کنه صدره
جبال جبال الارض فی جنبها قف

وہ ایسے امام ہیں کہ ان کے سینے کے گوشوں میں علم کے پہاڑ جمے ہوئے ہیں کہ زمین کے پہاڑ ان کے مقابلے میں پتھریلے ٹیلوں کے سوا کچھ نہیں (ایضا ص ۱۸۴)

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ ابوحنیفہ پر رحم فرمائے وہ امام تھے (عقود الجواہر ص ۶)

یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ میں حضور کو کہاں تلاش کروں فرمایا ابوحنیفہ کے علم کے پاس (کشف المجوب ص۲۱۶)

علامہ غسان نیشا پوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قیاس کی ساری بنیاد ابوحنیفہ نے رکھی، آپ واضح حجت وقیاس لے کر آئے اور اپنی تعمیر کی بنیاد آثار مبارکہ پر قائم فرمائی (اشعار کا ترجمہ)

علامہ ابن عماد حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ بنی آدم کے عقلمند افراد میں سے تھے (شذرات الذھب جلد ا ص ۲۲۷)

ولی الدین علیہ الرحمہ صاحب مشکوۃ فرماتے ہیں آپ کو علم باطن حاصل تھا اور آپ دین کی مہمات میں مصروف رہا کرتے تھے علوم شریعت کے امام تھے...... اگر چہ ہم نے اپنی کتاب مشکوۃ میں ان سے کوئی روایت نہیں لی لیکن اس رسالہ میں ان کا ذکر کر کے ان کی بلندی اور ان کے علم کی کثرت سے برکت حاصل کرتے ہیں (الاکمال فی اسماء الرجال)

داؤد طائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ وہ تارا ہیں جس کی روشنی میں لوگ سفر کرتے ہیں وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل لیتے ہیں جو علم ان کے علم سے نہیں وہ علم والے کیلئے آفت ہے بخدا ان کے پاس حلال اور حرام کا علم اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے۔ (اخبار ابی حنیفہ ص ۷۶)

حافظ محمد بن میمون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کے عہد میں سب سے زیادہ علم و ورع، زہد و معرفت اور فقہ میں ابوحنیفہ ہی تھے۔ (الخیرات الحسان ص ۳۲)

حافظ عبد العزیز رواد علیہ الرحمہ: ابوحنیفہ سے جو محبت کرے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان ابوحنیفہ ہیں۔ (ایضاً)

خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق عمل کریں گے۔ (فصول ستہ بحوالہ مکتوب ۵۵ دفتر دوم از مجدد الف ثانی)

نوٹ: عیسیٰ علیہ السلام کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی امام فقہ کے معاذ اللہ مقلد ہوں اور یہاں صرف یہ مراد ہے کہ ان کے فقہی ارشادات و اعمال سے فقہ حنفی کی تائید ہو گی اور یہ حضرت امام اعظم کی حقانیت و ثقاہت کی روشن ترین دلیل ہے۔

حضرت حسن بن صالح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے زیادہ تلاش کرتے تھے اور حدیث پر عمل پیرا ہوتے تھے جب رسول اللہ اور آپ کے اصحاب باصفا سے ثابت ہو جاتی، آپ کوفہ والوں کی حدیث اور ان کی فقہ کے جاننے والے تھے اور اہل شہر کے طریقہ کے پابند تھے آپ فرماتے کہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی حدیث میں ناسخ و منسوخ ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل مبارک پر نظر رکھتے (امناقب از موفق جلد ا ص ۸۹)

خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شرع وملت کے چراغ دین و دولت کی شمع نعمان بن ثابت...... امام اعظم رضی اللہ کی صفت تمام زبانوں نے کی۔ آپ تمام ملتوں میں مشہور ہوئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پہ حاضر ہوئے تو عرض کی السلام علیکم یا سید المرسلین جواب آیا وعلیکم السلام امام المسلمین (تذکرۃ الاولیاء ذکر ابوحنیفہ)

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اصل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور فتوے قاضی شریح کے فیصلے کوفہ کے قاضیوں کے فیصلے (جو کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوا کرتے تھے) ہیں اللہ نے جس قدر توفیق دی انہوں نے ان کو جمع کیا پھر ان آثار میں وہی تتبع وغیرہ اختیار کیا جو کہ اہل مدینہ کی آثار میں مدینہ کے علماء نے کیا اور جس طرح انہوں نے تخریج مسائل کی انہوں نے بھی کی (حجتہ اللہ البالغہ (عربی اردو) جلد اول ص ۳۵۱)

فرماتے ہیں مجھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ مذہب حنفی سنت کے زیادہ موافق ہے (فیوض الحرمین)

امام بریلوی علیہ الرحمہ: اولیاء فرماتے ہیں امام اعظم اور امام یوسف سرداران اہل کشف ومشاہدہ ہیں (فتاوی رضویہ جلد اول ص ۲۴۵)

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آج کل کے زمانے میں ایک فرقہ ظاہر ہوا ہے انہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہے اور وہ اپنے خبث باطن اور خراب عقیدے کی بنا پر ہمارے امام حضرت نعمان بن ثابت الکوفی امام المفسرین والمحدثین پر زبان درازی کرتے ہیں...... اور اب یہ فقیر حضرت امام اعظم کے فضائل بیان کرتا ہے جو ایک سمندر بے کنار کا ایک قطرہ ہیں اور ساتھ ہی ان گمراہوں کے مقابلہ میں کچھ دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ (التجلیات الدوستیہ ص ۲۶۵)

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و پیغام

غلام مصطفے مجددی ایم۔اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام! اس مضمون میں تاجدار صداقت، کشتۂ عشقِ رسالت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و پیغام فریقین کی مستند کتابوں سے بیان کیا گیا ہے۔ مولا ہر انسان کو ہدایت کی روشنی عطا فرمائے۔

-------(مقام صدیق)-------

(۱) سب سے پہلے مسلمان ہوئے: قرآنِ پاک کی آیت **والسابقون الاولون** کی تفسیر میں مشہور شیعہ عالم علامہ طبرسی لکھتے ہیں ''سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں اور ابوبکر صدیق ایمان لائے، (مجمع البیان) شرح ابن ابی الحدید میں بھی ہے کہ ''حضرت علی نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا (جز۴ص۲۱۳)

حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اظہار کے بعد بہت محنت و مشقت کے ساتھ اسلام کی تبلیغ بھی فرمائی اور ہر قدم پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ راست ثابت ہوئے۔ مشہور شیعہ تاریخ میں لکھا ہے'' جب حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے تو دوسرے روز ہی ابوعبیدہ بن جراح، ابوسلمہ مخزومی، عثمان بن عفان، عثمان بن مظعون اور ارقم کو مومن و موحد اور مسلمان کرنے کے لیے حضور سیّد ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے۔

(ناسخ التواریخ جلد۲ص۵۶۳) حملہ حیدری ص۱۴۱ پہ لکھا ہے

ابوبکر صدیق و فاروقِ دین
شدہ جاں فدائے رسول امین.

یعنی ابوبکر صدیق و عمر فاروق رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کرتے تھے۔

(۲) مقام صداقت پر فائز ہیں: قرآن پاک کی آیت والذی جاء بالصدق کی تفسیر میں علامہ طبرسی نے لکھا ہے، جاء بالصدق سے مراد، رسول اللہ کی ذات ہے، اور وصدق بہ سے مراد ابوبکر ہیں۔ (مجمع البیان جلد۴ص۴۹۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''چوں صدیق مسلمان شُد'' جب صدیق مسلمان ہوئے (روضۃ الصفا جلد۲ص۳۷)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد سے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، صدیق (ابوبکر) اور شہید کھڑے ہیں۔ (احتجاج طبرسی)

دوران ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا انت صدیق، تُم صدیق ہو۔ (تفسیر قمی ص۱۰۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جناب ابوبکر صدیق میرے نانا جان ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے کوئی عزت نہ دے اگر میں صدیق کی عزت و تعظیم کو تسلیم نہ کروں (احقاق الحق ص۷) نیز فرمایا **ولدنی الصدیق مرتین**، مجھے صدیق نے دو مرتبہ جنا (احقاق الحق ص۷) اس قول کی

تشریح یہ ہے کہ حضرت امام کی والدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ باپ اور ماں کی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ (صافی شرح اصول کافی)

(۳) سب سے بڑے متقی ہیں: قرآن پاک کی آیت **و سیجنبها الاتقی** کی تفسیر میں علامہ طبری نے لکھا ابن زبیر کی روایت ہے کہ یہ آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے مال سے حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ (تفسیر مجمع البیان)

اس آیت میں لفظ اتقی سے مراد حضرت صدیق ہیں۔ جس کا مطلب سب سے بڑا متقی ہے۔

(۴) محسن اسلام ہیں: مشہور شیعہ تاریخ میں یہ حدیث پاک مرقوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے صحبت و مال میں سب سے زیادہ احسان کیا۔ (ناسخ التواریخ)

ابوبکر بن ابی قحافہ قریش کے بزرگ تھے جنھوں نے اپنا مال حضور پر خرچ کیا اور آپ کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ دی۔ (سیر الائمہ جلد ۲ ص ۱۲)

(۵) رفیق ہجرت ہیں: ہجرت کی رات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنا رفیق بنایا جیسا کہ شیعہ عالم نے لکھا ہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ابوبکر کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۳۱)

ڈاکٹر نور حسین شیعی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے، کسی سوراخ سے سانپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈسا مگر وہ یار غار اُف تک زبان پر نہ لائے (ثبوت نبوت ص ۳۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم راضی ہو کہ میرے سفر ہجرت کے ساتھی بنو، حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے نزدیک آپ کی محبت کی خاطر سخت مصیبتوں میں قیامت تک پھنسا رہنا آپ کو چھوڑ کر دنیا کی حکومت حاصل کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ میرے جان و مال اور اہل و عیال آپ پر قربان ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا

لا جرم ان اطلع اللہ علی قلبک و وجد مافیه موافقالهم لما جری علی لسانک جعلک منی بمنزلة السمع والبصر والأس من الجسد و بمنزلة الروح من البدن۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو دیکھا تو وہی پایا جو تیری زبان پر جاری تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میری سماعت و بصارت بنا دیا ہے، تجھے میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم اور روح کو بدن کے ساتھ ہوتی ہے (تفسیر امام حسن عسکری)

(۶) فضل والے ہیں: قرآن پاک کی آیت **الوالفضل منکم** کی تفسیر میں علامہ طبرسی نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت مسطح کے بارے میں نازل ہوئی۔ واقعہ افک میں حضرت ابوبکر نے حضرت مسطح کا وظیفہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضل والے لوگ اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ نہ کھینچیں (مجمع البیان جلد ۴ ص ۱۳۲)

علامہ نور اللہ شوستری نے حدیث پاک لکھی ہے۔ **ماسبقکم ابوبکر بصوم و لا صلوة ولکن لشی قدنبه صدره**، یعنی ابوبکر صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے آگے نہیں بڑھے اصل میں ان کے سینے میں اور شے ہے (یعنی عظیم محبت رسول اور بے بہا اخلاص موجود ہے جس کی بدولت وہ افضل ہیں) (مجالس المومنین ص ۸۹)

امام تقی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عمر فاروق کے فضائل کا انکار نہیں کرتا مگر ابوبکر صدیق ان سے بھی افضل ہیں (احتجاج طبرسی ص ۲۵)

حضرت علی اور حضرت زبیر نے فرمایا کہ ہم ابوبکر کو سب سے زیادہ خلافت کا حقدار جانتے ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں۔ ہم ان کے خصائل کو جانتے ہیں بالخصوص حضور نے انہیں اپنی حیات ظاہری میں امامت کا حکم دیا۔ (شرح نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۷۵)

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا **فجمعهم علی خیرهم بعدنبیهم**، لوگ اپنے نبی کے بعد سب سے بہتر آدمی پر جمع ہو گئے۔
(تلخیص الشافی جلد ۲ ص ۳۷۲)

حضرت علی نے حضرتِ ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔ (احتجاج طبرسی ص ۶۰) یاد رہے کہ حضرت علی پانچوں نمازیں مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ جہاں حضرت صدیق امامت فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور وہ دو یوم تک نماز پڑھاتے رہے۔ (درنجفیہ ص ۲۲۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ حفصہ سے فرمایا میرے وصال کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر تیرے باپ عمر فاروق خلیفہ ہوں گے۔ یہ خبر مجھے میرے رب علیم و خبیر نے عطا فرمائی (تفسیر صافی وقمی)

حضرتِ علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت فرمائی (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۳۶)

حضرتِ علی نے حضرت سلمان فارسی کو بھی حضرت صدیق کی بیعت کا حکم دیا اور انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ (حیات القلوب)

جسٹس امیر علی لکھتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب کو حضرت علی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے تسلیم کر لیا۔
(تاریخ اسلام ص ۴۲)

-------(پیغام صدیق)-------

اِس عنوان کے تحت ہم حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عقائد بیان کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے اس پرفتن دور میں اُن کے نقش قدم پر کون چل رہا ہے۔ اہل سنت و جماعت یا کوئی اور؟

حضور بعثت سے پہلے بھی نبی تھے: امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور سرکارِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے۔ دورانِ سفر حضور ایک بیری کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ بحیرا نامی راہب نے حضرت صدیق سے پوچھا ''درخت کے سائے میں بیٹھنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا، ''یہ محمد بن عبدالمطلب ہیں'' راہب نے کہا **وَاللّٰہِ نَبِیٌّ مَا اسْتَظَلَّ تَحْتَ ظِلِّهَا بَعْدَ عِیْسٰی اِلَّا مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم** ۔ اللہ کی قسم یہ نبی ہیں۔ اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھا۔ اس دن کے بعد حضرتِ صدیق کے دِل میں حضور پرنُور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دو چند ہو گئی۔ بعثت کے بعد سب سے پہلے آپ نے ان کی تصدیق فرمائی (مواہبِ لدنیہ جلد ۱ ص ۳۸)

کسی نے حضرتِ صدیق سے سوال کیا کہ کیا آپ نے قبول اسلام سے پہلے دلائلِ نبوت میں سے کوئی دلیل دیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! دورِ جہالت میں، ایک درخت میں سایہ میں بیٹھا کہ درخت کی ایک شاخ میرے سر کے قریب آ گئی۔ میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ درخت سے آواز آئی ایک وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلانِ نبوت فرمائیں گے **فَکُنْ اَنْتَ مِنْ اَسْعَدِ النَّاسِ بِهٖ** تو آپ اُن پر ایمان لانے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل ہو جائیں۔ (سیرتِ حلبیہ جلد ۱ ص ۳۳۵)

حضور کا حسنِ نورانیت: حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں ۔

اَمِیْنٌ مُصْطَفٰی بِالْخَیْرِ یَدْعُوْا

کَضَوْءِ الْبَدْرِ زَائِلَۃِ الظَّلَام

حضور امین ہیں، مصطفےٰ ہیں، خیر کی طرف بلاتے ہیں۔ چاند کی چاندنی کی طرح اندھیروں کو کافور کرنے والے ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۱ ص ۹۲)

نیز آپ کا فرمان ہے **کان وجہ رسول اللہ کدارۃ القمر**۔ حضور کا چہرہ انور چاند کی طرح منور تھا۔ (شمائل ترمذی)

یاد رہے کہ اس تشبیہ سے مُراد یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی طرح تھے۔ حضور کا حسن و جمال تو چاند اور سورج پر غالب تھا۔ تشبیہ تو حضور کے حُسن و جمال کا تصور پیدا کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ جیسا کہ شارحین کرام نے وضاحت فرمائی ہے۔

حضور مزار میں زندہ ہیں: حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ حضور کے مزار اقدس پر لے جانا اور اجازت طلب کرنا۔ اجازت مل گئی تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں دفن کر دینا۔ ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دینا۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس وصیت پر عمل کیا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو

(تفسیر کبیر جلد ۵)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک کے موقع پر حضور کی بارگاہ میں عرض کیا، سرکار اپنے رب کے پاس ہمیں یاد رکھنا اور ہمارا خیال رکھنا، (مواہب لدنیہ ص ۳۲۲) اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی مبارک زندگی میں صاف ستھرے تھے اور وفات کے بعد بھی صاف ستھرے ہیں۔ جس خدا کے ہاتھ میری جان ہے اس کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کا مزا نہ چکھائے گا

(سیرت الرسول ص ۳۷۷)

حضور کا اختیارِ حیات: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ چاہے تو دنیا کی تروتازگی کو اختیار کر لے یا اللہ تعالیٰ کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کر لے۔ اس نے اللہ کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کر لیا۔ جناب ابوبکر رونے لگے اور عرض کیا آپ پر ہمارے والدین قربان ہوں'' (بخاری و مسلم) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ اختیار دیا تھا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے (جو پہلے ہی ارشادِ نبوت کا منشا سمجھ گئے تھے)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو موت وحیات کا اختیار تھا۔ موت وحیات بھی مخلوق ہے اور حضور ساری مخلوق کے بادشاہ ہیں۔

حضور سب کچھ جانتے ہیں: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تجارت کے لئے ملک شام گئے وہاں آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کی آغوش میں چاند اور سورج اتر آئے ہیں۔ اور آپ نے انہیں سینے سے لگایا۔ اس خواب کی تعبیر ایک راہب بحیرہ نے یہ بیان کی کہ تمہاری قوم میں ایک نبی ﷺ مبعوث ہوگا اور تم اس کی حیات ظاہری میں اس کے وزیر ہو گے اور وصال کے بعد اس کے خلیفہ ہو گے۔ آپ یہ تعبیر سُن کر بہت خوش ہوئے۔ جب حضور نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرتِ صدیق کے استفسار پر فرمایا ''میری نبوت کی دلیل وہ خواب بھی ہے جو تم نے ملک شام میں دیکھا تھا'' یہ سُن کر آپ فوراً مسلمان ہو گئے (ریاض النضرہ جلد ۱ ص ۷۰)

معراج کی رات حضور کے علم نبوت سے کونسی چیز پوشیدہ رہی، تمام عالم غیب کو آنکھوں سے دیکھا بلکہ غیب الغیب کے جلوؤں کا مشاہدہ کیا۔ اس سارے سفر کی سب سے پہلے تصدیق کس نے کی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔ تو معلوم ہوا کہ اُن کا یہی عقیدہ تھا۔

عالم الغیب اللہ کی ذات سے
دیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتیوں کے انجام کا بھی علم ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ اُحد سے فرمایا ''اُحد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں'' یہ ارشاد حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم کے سامنے صادر فرمایا

اُن سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بے پایاں پر اور کسی کا ایمان ہوگا۔ بے شک ہمارے نبی پر ہمارے رب کا فضلِ عظیم ہے۔

حضور کا ادب جان تقویٰ ھے: حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما حضور فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے اور بے پناہ ادب واحترام کا مظاہرہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے حسنِ ادب کو سارے مسلمانوں کے لئے بطور دلیل پیش کیا۔ فرمایا ''جو لوگ اللہ کے رسول کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، ان کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے چُن لیا ہے، اور انھیں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔'' (سورۃ الحجرات)

مفسرین فرماتے ہیں کہ آیتِ مبارکہ ان بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی۔ (نور العرفان)

ہجرت کی رات حضرت صدیق کا تاریخی کردار اِن کے حسنِ ادب کا کتنا خوبصورت آئینہ دار ہے۔

حضور مدار حیات ھیں: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہشات کا محور حضور مدار حیات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ آپ نے کہا میری تین خواہشات ہیں۔

☆ میں ہر وقت حضور کا دیدار کرتا رہوں۔ ☆ میرا مال حضور پر خرچ ہوتا رہے۔

☆ حضور میری لختِ جگر عائشہ صدیقہ کو اپنے نکاح میں قبول فرمالیں۔

کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والا کافر ہے؟

(۱) دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں مدد مانگتے تھے۔

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیٔ کار (قصائد قاسمی)

(۲) مکتبہ فکر دیوبند کے مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی دربار رسالت میں یوں فریاد کرتے تھے۔

اے رسول کبریا فریاد ہے — یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پڑا ہوں آج کل — اے میرے مشکل کشا فریاد ہے (نالہ امداد غریب مطبع راشد کمپنی دیوبند)

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مانتے ہوئے ''ارشادِ مرشد'' میں یوں لکھتے ہیں۔ ''ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے''

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے رسولِ خدا کی بارگاہ میں یوں فریاد کی ہے۔

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطر ار معتمدی (نشر الطیب)

ترجمہ:۔ اے بندوں کی شفاعت کرنیوالے میری دستگیری فرمایئے آپ مشکلات میں میری آخری اُمیدگاہ ہیں۔

(۴) غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یوں فریاد کرتے ہیں۔

(ا) یا سیدی یا عروتی و وسیلتی — یا عُدتی فی شدۃ ورخاء

(ترجمہ) اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے، اے میرے سختی ونرمی کی حالت میں سہارا

(ب) مالی وزائک مستغاث فارحمن — یا رحمۃ العالمین بُکائی

(ترجمہ) آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں۔ اے رحمۃ اللعالمین! میری گریہ وزاری کو دیکھو اور مجھ پر رحم فرماؤ (قصیدہ عنبریہ فی مدح خیر البریہ)

(۵) مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا اپنے پیر ومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھتے ہوئے مرثیہ کے چند اشعار۔

(ا) حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب — گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی!

(ب) مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا — اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(ج) خدا اُن کا مربی، وہ مربی تھے خلائق کے — مرے مولا، میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ مشاہدہ

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر قوتوں کی طرح قوتِ مشاہدہ بھی بے مثل عطا فرمائی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَهُ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا ۔۔۔ وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى اَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ

لَهُ رَاحَةٌ لَوْ اَنَّ مِعْشَارَ جُوْدِهَا ۔۔۔ عَلَى الْبَرِّ كَانَ الْبَرُّ اَنْدٰى مِنَ الْبَحْرِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی ہمتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہے، آپ کی چھوٹی ہمت بھی زمانے بھر سے بلند و بالا ہے۔

آپ کے وسعت اقدس کی سخاوت کا دسواں حصہ بھی خشکی پر تقسیم کر دیا جائے، تو خشکی سخاوت میں سمندر سے بڑھ جائے۔

آج سائنسی ترقی کا یہ عالم ہے کہ ہزاروں میل دور ہونے والی نقل و حرکت ٹیلی ویژن کی سکرین پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اور آوازیں سنی جا سکتی ہیں، اطلاعات نشر کی جاتی ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات نہیں ہے کہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش تک تمام مخلوقات اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف کر دے؟ اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ کا امکان ثابت کرنے کے لئے آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سے استدلال کرنے والوں کو اس وقت یہ آیتِ مبارکہ کیوں بھول جاتی ہے؟

چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز خود پڑھائی، پھر منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر نماز اور رکوع کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ کَمَا اَرَاکُمْ (محمد بن اسماعیل بخاری، امام صحیح بخاری (رشیدیہ، دہلی، ج ۱، ص ۵۹)

''بیشک ہم تمہیں پیچھے سے دیکھتے ہیں جیسے کہ تمہیں (آگے سے) دیکھتے ہیں۔''

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ پچھلی صفوں میں ایک شخص نے صحیح طرح نماز ادا نہیں کی۔ سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، اے فلاں! کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ تو نہیں دیکھتا کہ نماز کس طرح پڑھتا ہے؟

اَتُرَوْنَ اَنَّهُ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔ (محمد بن عبداللہ الخطیب، امام، مشکوٰۃ المصابیح (ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی) ص ۷۷)

ترجمہ: تمہارا ایمان یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو، اُس میں سے کوئی چیز ہم پر مخفی رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! آگے کی طرح ہم پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارا گمان ہے کہ ہماری توجہ صرف اس طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم پر نہ تو تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی رکوع، ہم تمہیں پشت کے پیچھے (بھی) دیکھتے ہیں۔

(محمد بن اسماعیل بخاری، امام صحیح بخاری، ج ۱ ص ۵۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پشت کے پیچھے کھڑے ہونیوالے افراد کو ہی نہیں دیکھتے تھے، بلکہ اُن کے دلوں کی کیفیات بھی ملاحظہ فرمائے تھے، کیونکہ خشوع، دل کی کیفیت کا نام ہے۔

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے۔ (عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، امام خصائص کبریٰ (مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد) ج ا،

۵۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک ہم اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہے ہیں۔ (محمد بن اسماعیل بخاری، امام صحیح بخاری شریف، ج ا ص ۱۷۹)

۶۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں، ہم تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنوں کے واقع ہونے کے مقامات دیکھ رہے ہیں۔
(ایضاً ج ا ص ۲۵۲)

مستقبل میں آنے والے فتنوں کو ملاحظہ فرمایا:

۷۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف پڑھانے کے بعد خطبہ دیا، اس میں ارشاد فرمایا:
جو چیز بھی ہم نے نہیں دیکھی تھی، یہاں تک کہ جنت اور دوزخ، وہ ہم نے اس جگہ دیکھ لی۔ (ایضاً: ج ا ص ۱۸)
ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! حضور! آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں، جو میں نہیں دیکھتی (ایضاً: ج ا ص ۵۳۲)

۹ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت ہمارے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔

فعلمتُ ما فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (محمد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ شریف ص ۷۰)
تو میں نے وہ سب جان لیا جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔
اس حدیث کو حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔

۱۰۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت، میرے کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی۔

فتجلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّ عرفتُ
ہر چیز مجھ پر منکشف ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

۱۱۔ دُنیا اور آخرت کی جو چیز بھی ہونے والی ہے، مجھ پر پیش کی گئی (ایضاً: ۱/۴)
اس حدیث کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔

۱۲۔ گذشتہ رات میری اُمت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی۔ یہاں تک کہ میں ان میں سے ایک شخص کو اتنا پہچانتا ہوں کہ اس کا ساتھی بھی اتنا نہیں پہچانتا، میری اُمت مٹی کی صورتوں میں پیش کی گئی۔ (طب۔ والضیاء عن حذیفۃ بن اسید)
(علی متقی، امام: کنز العمال (طبع حلب ۱۱/ ۱۰۸)

۱۳۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دیا، تو ہم نے اس کے مشرقی اور مغربی حصوں کو دیکھا
(مسلم بن الحجاج القشیری، امام صحیح مسلم، ج، ص ۳۹)

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک انصاری نے منہال ابن عمرو سے خبر دی کہ اُنہوں نے حضرت سعید بن میتب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر دن صبح و شام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے، تو آپ انہیں ان کی علامتوں اور اعمال سے پہچانتے ہیں اسی لئے آپ ان کے بارے میں گواہی دیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا ((ا) محمد بن احمد الصرطبی، امام التذکیرہ ص ۳۳۹ (ب) ایضا: الجامع الاحکام القرآن ج ۵، ص ۱۹۸)

علامہ ابن کثیر اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

یہ ایک تابعی کا قول ہے اور منقطع ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک مبہم شخص ہے، جس کا نام نہیں لیا گیا، نیز یہ سعید بن میتب کا قول ہے، اُسے انہوں نے مرفوعاً بیان نہیں کیا۔

تاہم امام قرطبی نے اُسے قبول کیا ہے اور اُسے بیان کرنے کے بعد فرمایا: اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر پیر اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ انبیاء کرام، آباء اور ماؤں کے سامنے جمعہ کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ ان روایات میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہر دن اعمال کا پیش کیا جانا آپ کی خصوصیت ہو اور جمعہ کے دن دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی آپ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہوں۔ (اسمٰعیل بن کثیر القرشی: تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۹۹)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ہمارے سامنے ناموں اور علامتوں کے ذریعے پیش کئے جاتے ہو، لہٰذا تم ہماری بارگاہ میں اچھی طرح درود شریف پیش کیا کرو۔

یہ حدیث صحیح ہے، اُسے امام عبدالرزاق نے مُرسلاً روایت کیا (علی المتقی امام: کنز العمال ۱/ ۴۹۸)

یہ بھی ارشاد فرمایا:

ہماری (ظاہری) زندگی تمہارے لئے بہتر ہے، تم گفتگو کرتے ہو اور تمہارے ساتھ بات کی جاتی ہے، جب ہمارا وصال ہو جائے گا، تو ہمارا وصال تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

پس اگر ہم اچھے اعمال دیکھیں گے تو اللہ تعالےٰ کی حمد کرینگے اور اگر بُرے عمل دیکھیں گے، تو تمہارے لئے بخشش کی دُعا کریں گے۔ یہ حدیث ابن سعد نے حضرت بکر بن عبداللہ سے مُرسلاً روایت کی (علی المتقی، امام کنز العمال ۱۱/ ۴۰۷)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دُرود شریف پڑھنے والوں کے دُرود کا سننا بھی مشاہدۂ اعمال میں شامل ہے۔ امام طبرانی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا:

جو بندہ بھی ہماری بارگاہ میں دُرود شریف پیش کرتا ہے، اُس کی آواز ہمیں پہنچتی ہے، خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہمارے وصال کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کا کھانا حرام کردیا ہے۔

(ابن القیم، علامہ جلاء الافہام ص ۶۳)

امام علامہ سید محمد بن سلیمان جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ دلائل الخیرات کی فصل فضل الصلوۃ علی النبی صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہم اپنے محبت والوں کا دُرود سنتے ہیں، دوسروں کا درود ہم پر پیش کیا جاتا ہے، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

علماء اُمت کے مذاہب اور اختلافات کی کثرت کے باوجود کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلے میں اختلاف نہیں ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجاز کے شائبہ اور تاویل کے بغیر، حقیقی حیات کے ساتھ دائم و باقی اور اعمالِ اُمت پر حاضر و ناظر ہیں

(عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق مکتوبت برحاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۵۵)

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ: (علی المتقی، امام کنزالعمال (طبع حلب) ج ۱۱، ص ۳۷۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دُنیا کو پیش فرما دیا، تو میں اُسے اور اس میں قیامت تک ہونے والی چیزیوں کو اس طرح دیکھتا ہوں۔ جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔''

''فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا'' جملہ اسمیہ ہے، جس کی خبر فعل مضارع ہے۔ اور ایسا جملہ اسمیہ دوام تجددی پر دلالت کرتا ہے، جیسے کہ علم معانی میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دُنیا اور اس میں قیامت تک ہونے والی چیزوں کو دوام تجددی کے ساتھ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ نظر کی یہ وسعت دُنیا کی زندگی میں تھی، تو عالمِ آخرت جو دُنیا سے کہیں زیادہ وسیع ہے، اس میں نظر کی وُسعت کا کیا عالم ہوگا؟

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوگیا۔ کہ دُنیا کی نسبت آخرت کی وُسعت کا وہی حال ہے، جو رحمِ مادر کی تاریکی کی نسبت دُنیا کی وُسعت کا حال ہے۔ (محمد بن محمد غزالی، امام احیاء العلوم الدین ج ۴)

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا. تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دُنیا کو ظاہر و منکشف فرما دیا کہ اس میں جو کچھ ہے۔ سب کا ہم نے احاطہ کر لیا۔

کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ. یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ آپ نے حقیقۃً دیکھا اور اس احتمال کو دُور کر دیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔ (محمد بن عبدالباقی زرقانی، علامہ زرقانی علی المواہب (الطبع القدیم) ج ۷، ص ۲۳۴)

سوال: کنزالعمال (۶/۹۵) میں ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ضعیف حدیث سے تو عمل سے متعلق احکام بھی ثابت نہیں کئے جا سکتے، حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ کیسے ثابت ہوگا؟

جواب: (۱) اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تین آئمہ محدثین نے روایت کیا ہے: (۱) امام نعیم بن حماد (م ۲۲۸ھ) (۲) امام طبرانی (م ۳۶۰ھ) (۳) امام ابونعیم احمد بن عبداللہ (م ۔ ۴۳۰ھ) کنزالعمال میں صرف امام نعیم بن حماد کی روایت ذکر کر کے کہا گیا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ باقی دو سندوں کے بارے میں ضعف کا حکم نہیں لگایا گیا۔ (علی المتقی، علامہ کنزالعمال ج ۱۱، ص ۴۲۰) اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے، باقی دو سندیں ضعیف نہیں ہیں۔ حدیث ضعیف تعدد طرق سے قوت حاصل کر کے حسن لغیرہ بن جاتی ہے، لہٰذا یہ حدیث مبارک ایک سند کے اعتبار سے بھی ضعیف نہ رہی، بلکہ ترقی کر کے درجۂ حسن کو پہنچ گئی ہے۔

(۲) اس حدیث کا ضعیف ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو ہمارے لئے مضر نہیں، کیونکہ عقیدۂ حاضر و ناظر جن آیات و احادیث سے ثابت ہے، ان کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا جا رہا ہے۔ پیش نظر حدیث ہمارے عقیدے کی بنیادی اور مرکزی دلیل نہیں، بلکہ تائیدی اور توثیقی دلیل ہے۔

۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی تو وہ تاریک رات میں دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلے پر پتھر پر چلنے والی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

(محمود آلوسی، علامہ سید، رُوح المعانی، ج ۹ ص ۵۳)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوہِ طور پر صفاتی تجلی ڈالی تھی، اس کے دیکھنے سے بینائی اس قدر تیز ہوگئی کہ تیس میل کے فاصلے پر رات کی تاریکی میں چلنے والی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے، ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتِ باری تعالیٰ کے دیدار سے مشرف فرمایا گیا۔ آپ کے بارے میں ارشاد ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی، آپ کی نظر کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

مشاھدہ اعمال

امام ابوعبداللہ قرطبی التذکیرہ کے ''بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَھَادَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمَّتِہٖ'' میں فرماتے ہیں:

ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری قدس سرہ العزیز

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری روحانیت کے میدان کے شہسوار ہوئے ہیں چونکہ آپ کا سالانہ عرس مبارک ۱۷، ۱۸ اکتوبر کو شرقپور شریف میں منعقد ہو رہا ہے، اس لئے ادارہ حضرت مولانا شرف قادری صاحب کی یہ منتخب ہوئی تحریر بارگاہِ حضرت میں بطورِ نذرانہ پیش کر رہا ہے۔

حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری ابن حضرت میاں عزیز الدین قدس سرہ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے بھائی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ سے تیس سال چھوٹے تھے۔ ابھی پانچ سال کے تھے کہ والدِ گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تمام تر پرورش حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ نے کی۔ چونکہ حضرت میاں صاحب کے اولادِ نرینہ نہ تھی اس لئے آپ نے تمام تر توجہ انہی پر صرف فرمائی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ نے طبیہ کالج لاہور سے حکیم حاذق کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد شرقپور شریف میں علاج معالجہ شروع کر دیا۔ حضرت میاں صاحب قدس سرہ انہیں روحانی طبیب بنانا چاہتے تھے اس لئے اس شغل سے منع فرما دیا۔ آپ نے یہ سلسلہ ترک کر کے میونسپل کمیٹی میں بطور سیکریٹری ملازمت اختیار کر لی۔ حضرت میاں صاحب کو پتہ چلا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

حضرت میاں صاحب نے پندرہ سال کی عمر میں آپ کی شادی کر دی اور نہ صرف اپنی تمام زمین حوالے کر دی بلکہ ان کے نام لگوا دی۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ امیر الدین قدس سرہ کے بھتیجے حکیم بابا اکرام خاں نے حضرت میاں صاحب سے عرض کیا، آپ کے بعد کیا ہوگا؟ حضرت میاں صاحب نے حضرت میاں غلام اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''وہ جو ہے!'' حکیم صاحب نے عرض کیا ان کی طبیعت تو تبلیغ و ارشاد کی طرف مائل نہیں ہے۔ آپ نے پر جوش لہجے میں فرمایا ''میں اسی کو دوں گا!'' اور واقعی ایک مردِ کامل کی نگاہ نے ان میں وہ صلاحیت پیدا کر دی کہ دیکھنے والے حیران و ششدر رہ گئے۔

کیمیا پیدا کن از مشتِ گِلے   بوسہ زن بر آستانِ کاملے

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات سے پہلے آپ کو خلافت اور جانشینی کا شرف بخشا۔ آپ نے حضرت میاں صاحب کی روشن کی ہوئی شمع کو بجھنے نہ دیا اور اسی طرح تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں دور دراز کے سفر بھی کئے اور خلقِ خدا کو فیض یاب کیا۔ آپ کی شخصیت پُرکشش اور گفتگو پُر تاثیر ہوا کرتی تھی۔

ایک دہریہ لڑکا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے صرف اتنا فرمایا ''نماز پڑھا کرو'' اس مختصر سے جملے کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ لڑکا دینِ متین کا پابند ہو گیا اور وجودِ باری تعالیٰ پر ایسی ایسی دلیلیں قائم کرتا کہ سننے والے حیران رہ جاتے۔

حضرت میاں صاحب سادہ لباس زیبِ تن فرماتے اور کسرِ نفسی کا یہ حال تھا کہ صاحبِ سجادہ ہونے کے باوجود فرمایا کرتے تھے کہ میں تو اس قدر رہوں کہ جو کوئی حضرت اعلیٰ کا مہمان آئے اس کے ہاتھ دھلا دیا کروں اور کھانا کھلا دیا کروں! حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ نے شرقپور شریف میں جو متعدد مساجد تعمیر کرائی تھیں انہیں آپ نے پختہ بنا دیا اور بعض مساجد کو وسیع کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک مدرسہ تعمیر کرایا جس میں دینی تعلیم کی لئے بہترین اساتذہ کو متعین کیا، جو اب بھی جاری ہے اور ''درس حضرت میاں صاحب'' کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہ کے ایک خلیفہ حضرت الحاج عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثانی لاثانی کا لقب دیا جو زبان زدِ خاص و عام ہے۔

آپ کے دو صاحبزادے حضرت میاں غلام احمد مدظلہ (فرزندِ اکبر) اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ (فرزندِ اصغر) آپ کے طریق پر قائم ہیں اور دینِ متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے ایک تبلیغی ادارہ دار المبلغین قائم کیا ہے جس سے علماء اور حفاظ مستفید ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ کی سرپرستی میں ماہنامہ نورِ اسلام کا امامِ اعظم نمبر (شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء) شائع ہوا ہے۔ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں اتنا عمدہ اور ضخیم نمبر آج تک پاک و ہند میں شائع نہیں ہوا ہوگا، مولا نے کریم ان حضرات کے ذریعہ دینِ اسلام کو عام فرمائے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری متعدد بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہوئے اور تین مرتبہ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی دفعہ اپنی طرف سے دوسری مرتبہ والدۂ ماجدہ کی طرف سے اور تیسری مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کیا۔ تقریباً تیس سال تک تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ۷ ربیع الاول، ۳ اکتوبر (۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) بروز بدھ تین بجے دن محبوبِ حقیقی سے جا ملے اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

"حسن اخلاق" سب سے بڑی نیکی ہے

اے ۔ ایم انصاری شکر گڑھ

اپنے پرائے اور اردگرد کے سبھی لوگوں سے، معاشرتی زندگی کی بساط پر، آپس کے باہمی تعلقات، معاملات اور روابط کو حسن و خوبی و خوش اسلوبی سے نپٹانے کا نام "حسنِ اخلاق ہے۔" ان حسین اعمال، ستودہ عادات اور محمودہ کردار کا مظاہرہ انسان کی سب سے بڑی نیکی ہے۔ سب سے بڑی عبادت ہے۔

دوسروں سے کج خلقی اور بُرے ڈھنگ سے پیش آنا۔ جھوٹ، فریب فراڈ، ظلم وستم، اغوا چوری ڈاکے اور رشوت جیسے منفی اعمال اختیار کرنا، خلق خدا کو ستانا اور پریشان کرنا "بد اخلاقی ہے۔" یہ بداطواریاں، بدچلنیاں، بدکرداریاں سب سے بُری باتیں ہیں۔ سب سے بڑے گناہ ہیں۔

حسن اخلاق انسانیت کی اعلیٰ ترین قدروں سے روشناسی کا نام ہے..... انسان دوست، شرافت اور نیکی کے آداب کا نام ہے انسانی ستودہ عادات کا ایک خوبصورت پرتو ہے..... انسانیت کا ایک حسین عکس ہے ... مثبت اعمال کا ایک خوبصورت مظاہرہ ہے اور یہ سب حسین صفات اور احسن اعمال انسان کی سب سے بڑی نیکیاں ہیں، عظیم عبادتیں ہیں۔

حسن اخلاق انسان کی عادات و اطوار اور کردار کا ایک ایسا حسین، خوشگوار اور جگمگاتا روشن پہلو و سرچشمہ ہے، جس سے پیار محبت صلح آشتی، رواداری اور دوستی کی روشنی پھوٹتی ہے اس دنیا میں انسانی زندگی کی تمام خوشگواریاں اور سکون و مسرت اسی روشنی کے دم سے قائم ہے۔ جبکہ بد اخلاقی انسانی اعمال و کردار کا ایک ایسا منفی اور تاریک پہلو ہے۔ جس سے نفرت، افتراق، دشمنی اور ناخوشگواری جنم لیتی ہے۔ اس دنیا میں معاشرتی زندگی کی بساط پر انسان کے تمام دُکھ، پریشانیاں اسی بدخلقی کی پیداوار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کیا میں آپ کو ایسی چیز کی خبر دوں، جس کا درجہ نماز روزے اور خیرات صدقات سے بھی بڑھ کر ہے۔"

صحابہ نے عرض کیا "حضور فرمایئے۔"

آپ نے فرمایا "اصلاحِ ذالت البین۔" آپس کے تعلقات کی درستی۔ اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپس کی معاملہ داری کی درستی خدا کی عبادت، نماز روزے، حج زکوٰۃ، صدقہ خیرات سے بھی بڑھ کر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کو حقوق اللہ پر ترجیح دی ہے۔ ہم اللہ کی خوشنودی اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم حقوق العباد کو احسن طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ جس نے خلق خدا کو راضی کیا اس نے اپنے رب کو راضی کیا اور جس نے خلق خدا کو ناراض کیا اُس نے اپنے اللہ کو ناراض کیا۔

انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں عطا کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے بہتر اور افضل شے "حسن اخلاق" ہے۔ حسن اخلاق ایک ایسا افضل عمل ہے، ایسی نیکی ہے، ایسی عبادت ہے، جو قیامت کے دن سب سے پہلے میزان میں رکھی جائے گی اور یہ پلڑا سب سے بھاری ہوگا۔

(حدیث)

ایک اور حدیث ہے۔ "مومنوں میں بلحاظ ایمان زیادہ کامل وہ ہے، جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔"

مکافاتِ عمل کی عبرت انگیزی

مورخہ ۱۱ ستمبر کو عالمی چیمپئن امریکہ پر قیامت گزر گئی، دہشت گردوں نے تین طیارے اغوا کئے اور امریکہ کی مشہور زمانہ فلک بوس عمارتوں سے ٹکرا دیئے۔ چوتھا مسافر طیارہ امریکہ نے خود ہی مار گرایا تاکہ ہزاروں افراد کو بچانے کے لئے سوڈیڑھ کی قربانی دے دی جائے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کی عمارتیں اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت پیوندِ خاک بن گئیں، ہر طرف دھوئیں کے بادل چھائے ہوئے تھے، ہولناک آگ کے شعلوں نے ہر چیز جلا کر راکھ بنا دی، زندگی مفلوج ہوگئی، موت کے رقص نے ہزاروں انسانوں کی روح سلب کر لی۔ طیاروں کے ٹکرانے سے تو تباہی و بربادی کے غمناک نقوش ثبت ہوئے تھے، ساتھ دفترِ خارجہ میں کار بم دھماکہ سے بھی پورا امریکہ لرز اُٹھا، ٹریڈ سنٹر میں 50 ہزار افراد کام کرتے تھے اور ڈیڑھ لاکھ بزنس کے لئے آتے تھے، ان میں کتنے ہلاک ہوئے، کتنے زخمی ہوئے اور کتنے ہمیشہ کے لئے معذور ہوئے۔ یہ درد و الم کی ایک داستان ہے، اس سانحے سے ہر امریکی کی سوچ میں ایک دم اِنقلاب آیا ہے، اور وہ امریکہ کی جارحانہ پالیسیوں کو تنقید کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ امریکی حکمران پوری دنیا کو فتح کرنے کے خواب دیکھتے ہیں، قوموں کو اپنے سامراجی نظام کی چکی میں پیسنا چاہتے ہیں، مشرقِ وسطیٰ میں قیامِ امن کی سب سے بڑی رکاوٹ امریکہ ہے، افغانستان میں افراتفری اور بدامنی کی شاخیں بھی اِسی کے وجود سے نکلتی ہیں، جنوبی ایشیاء میں اس کے دہرے "معیارِ زندگی" نے پاک و ہند کو خطرناک پوائنٹ پر کھڑا کر دیا ہے، اقوامِ متحدہ سے من مانے فیصلے کروانا اس کا شیوۂ حیات ہے، چین جیسے پرامن اور باوقار ملک سے خواہ مخواہ کی محاذ آرائی اِس کی ضدی طبیعت کی علامت ہے، انڈونیشیا میں اِس کی مداخلت شمالی اور جنوبی کوریا کے درمیان اس کا بے جا رویہ، سب کچھ چشمِ عالم کے سامنے ہے، اس کی شہ پر ناچنے والا نسل پرست اور دہشت گرد "اسرائیل" فلسطینیوں کے خون سے ہاتھ رنگ رہا ہے۔ جس کا اعتراف ڈربن کانفرنس میں تمام دنیا کے این جی اوز نے بھی کیا ہے، بے وفائی کا یہ عالم ہے کہ پاک افغان کو استعمال کر کے اپنے ازلی حریف روس کو تباہ کیا اور خود اپنے محسنوں سے آنکھیں چرا لیں، وہی اُسامہ بن لادن جو امریکہ کا پسندیدہ ہیرو تھا آج اس کی نظر میں "نمبرون" دہشت گرد ہے، اور امریکہ اِس قیامت کا سارا ملبہ اِس بے سروسامان مجاہد کے سر پر ڈال رہا ہے۔ یا عراق و فلسطین کے نہتے مسلمان اس کی نظر میں کھٹک رہے ہیں، عین ممکن ہے پاکستان کو بھی اس میں ملوث کر دے، ہم یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کی "مظلوم قومیں" امریکی قیامتوں کا کس قدر صبر و ہمت سے مقابلہ کرتی رہی ہیں یہ ایک تاریخ کا خونچکاں باب ہے۔ جاپان اور فلسطین سے جو مسرت و انبساط کے نعرے بلند ہوئے ہیں دراصل یہ اُن کے رِستے ہوئے زخموں کی صدائیں ہیں۔ جو امریکہ کی "مہربانیوں" سے اُنہیں نصیب ہوئے ہیں۔ ورنہ کوئی مہذب ملک ایسے "انسانیت سوز" واقعے پر کبھی خوشی کا اظہار نہیں کر سکتا۔ یہ واقعہ امریکہ کی عوام کی طرح امریکہ کے حکمرانوں کے روپ میں تبدیلی لے آئے تو قدرت کا معجزہ ہوگا، اگر اس کے باوجود بھی وہ پہلے جیسی حاکمانہ اور ظالمانہ روش پر گامزن رہا تو اِسے مکافاتِ عمل کی عبرت انگیزی کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا چاہیے۔ جب قدرت انتقام لینے پر آتی ہے تو اس کے پاس ہزاروں راستے ہیں، امریکہ کی سائنسی ایجادات اس کا ایک راستہ بھی بند نہیں کر سکتیں۔ ہمیں امریکہ کے ہزاروں بے گناہ انسانوں کی اِس وحشتناک موت پر افسوس ہے، لیکن سوچنا یہ ہے کہ اس موت کے اسباب میں سے خود امریکہ کی مغرور اور خود غرض خارجہ پالیسی کا سب سے زیادہ ہاتھ ہے، جیساکہ امریکہ کی عوام نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اِس لئے امریکہ افغانستان، عراق، فلسطین یا کسی اور مسلم ملک کو سزا دینے کی بجائے خود اپنے آپ کو سزا دے، بے اُصول فکر کا قبلہ درست کرے، اپنے دائرے میں بند ہو کر دوسری قوموں کو اُن کی مرضی کے مطابق زندہ رہنے کا حق دے۔

ایک مولوی کی ہرزہ سرائی

اخبارات کے مطابق گوجرانوالہ میں ایک ''نجدی مولوی سعید'' نے حضور فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم والدین کی شان میں بکواس کی اور اسلامی معاشرے میں رہ کر اُن کے ایمان پر حملہ کیا، اب قدرت کا اِس پر یہ قہر ٹوٹا، کہ جب وہ توحید کی ''مخصوص خدمت'' کر کے سویا تو رات کو داڑھی قدرتی طور پر غائب ہوگئی۔ اس میں انسانیت کی کوئی رمق ہوتی تو توبہ کرتا، اللہ اور اُس کے پیارے رسول سے عفو و درگزر کا خواستگار ہوتا مگر، یہ لوگ تو پتھروں اور ڈنگروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ پاک نے فرمایا ''اشد من القسوہ'' اور ''اولٰئک کالانعام بل ھم اضل'' اِن میں انسانیت کہاں۔ مولوی نے پھر اعلان کروادیا کہ وہ اسی موضوع پر ہرزہ سرائی کرے گا۔ مسلمان مشتعل ہوگئے، نقصِ امن کا خطرہ لاحق ہوا تو انتظامیہ نے مولوی کو پکڑ کر جیل میں ٹھونس دیا۔ اِس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شمع رسالت کے پروانے موجود ہیں جو کسی بھی گستاخ کا منہ بند کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ افسوسناک امر بھی ہے حکومت نے ابھی تک ایسے گستاخوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے کوئی جامع قانون تشکیل نہیں دیا۔ گستاخ رسول کی گستاخی ثابت ہوتے ہی اس کے ناپاک وجود سے پاک سرزمین کو پاک کر دینا چاہیے تاکہ آئندہ کسی میں جرأت نہ ہو، انگریزوں کی حکومت اور پاکستان کی حکومت میں فرق دکھائی دینا چاہیے۔

نفسی زاویے

- ☆ دنیا میں کسی قسم کے لوگوں کا حافظہ ایسا تیز نہیں ہوتا جیسا قرض خواہوں کا۔
- ☆ خوشامد ایک میٹھا زہر ہے جو کانوں کے راستے جسم میں داخل ہوتا اور رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔
- ☆ ہمارا شعور ہمارے دماغ کا ایک ایسا دروازہ ہے، جس کے ذریعے ہم عقل مطلق تک پہنچ سکتے ہیں۔
- ☆ تم تعلیم سے ذہنی تغیر تو لا سکتے ہو لیکن بطن سے آئے ہوئے اثرات تعلیم سے زائل نہیں ہوسکتے۔
- ☆ جیسا سوچو گے ویسے بنو گے۔ تمہارے خیالات ہی تمہاری تقدیر ہیں۔
- ☆ ہم بغیر کسی کام کے زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور صرف وہی کام کرتے ہیں جسمیں یا تو ہماری تعریف ہو یا ہمیں لذت ملے۔
- ☆ ہر ایک انسان میں ایک ایسا فطری ملکہ پوشیدہ ہے، جس کے ذریعے وہ نتائج معلوم کئے بغیر فقط نظر سے خیر و شر معلوم کر سکتا ہے۔
- ☆ سخت تنقید سے آدمی کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ لیکن ذرا سی تعریف اور معمولی سی حوصلہ افزائی جادو کا اثر دکھاتی اور بہترین نتائج پیدا کرتی ہے۔
- ☆ انسانی فطرت کی سب سے بنیادی خواہش اپنی ذات کو اہمیت دینا ہے۔
- ☆ ہم ان لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو ہمیں پسند کرتے ہیں۔
- ☆ آدمی اپنے نقصان میں تو دوسروں کو شریک کرنا چاہتا ہے لیکن نفع میں کسی غیر کی شمولیت برداشت نہیں کر سکتا۔

کون کہتا ہے وہابی گستاخ نہیں

گوجرانوالہ کے وہابی مولوی کی داڑھی کے بال بھی خود بخود جھڑ گئے اور جیل بھی بھجوا دیا گیا۔

تم ایک بہترین امت ہو جو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو (القرآن)

چیف ایڈیٹر و پبلشر ڈاکٹر جاوید اکرم

فون لاہور آفس:- فون 6307301-6307302

فون گوجرانوالہ آفس:- 44070 فیکس:- 299600

E-mail:-tabalka@gjr.paknet.com.pk

TAHALKA

تہلکہ

5 اگست 2001ء

کوٹ لدھا پولیس نے توہین رسالت کے مرتکب ”ملاں“ کو جیل بھیج دیا

مذہبی منافرت اور شرانگیزی پر مشتمل بیان نے لوگوں میں شدید اشتعال پیدا کر دیا تاہم پولیس نے بروقت کارروائی کر کے صورتحال کنٹرول کر لی

گوجرانوالہ (نمائندہ تہلکہ) جامع مسجد حافظ معراج دین والی نوکھر کے مولوی سعید نے آنحضور محمد ﷺ کے والدین کو ”جہنمی“ قرار دے دیا (نعوذ باللہ) جس سے علاقہ کے لوگوں میں سخت اشتعال پھیل گیا اور لوگوں نے مولوی سعید کے مذہبی منافرت اور شرانگیزی پر مشتمل ایک پمفلٹ چھپا کر تقسیم کرنے کی واقعہ پر بھی سخت احتجاج کیا۔ تاہم انتظامیہ نے بروقت کارروائی کر کے صورتحال میں مزید کشیدہ ہونے سے بچا لیا اور تھانہ کوٹ لدھا پولیس نے نوکھر کے ایک شہری اعجاز احمد کی تحریری رپورٹ پر مولوی سعید کے خلاف باقاعدہ زیر دفعہ 295 سی تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے ”مولوی“ کی گرفتاری کی اطلاع بھی مل گئی اور وہ روپوش ہو گیا ہے پولیس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نام نہاد مولوی نے جمعۃ المبارک کے دوران بھی نہایت قابل اعتراض واقعات بیان کیے جس سے تمام مسلمانوں کی دل آزاری اور مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ ۵ / اگست تہلکہ

چھلوکی کلاں کی مسجد کے خطیب حافظ سعید نے حضور کی شان میں گستاخی کی، مقامی مذہبی حلقوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔

کوٹ لدھا (نامہ نگار) چھلوکی کلاں کی مسجد کے خطیب حافظ محمد سعید نے حضور کی شان میں گذشتہ روز گستاخی کی جس کے باعث مقامی مذہبی حلقوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی اور مقامی علماء اسکی گرفتاری کا مطالبہ کر رہے تھے تاہم کوٹ لدھا پولیس نے حافظ سعید کو 295 سی توہین رسالت ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ہے یاد رہے نوکھر میں اس نے پمفلٹ بھی تقسیم کیے اور تقریر میں بھی نعوذ باللہ حضور کے والد محترم کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تھا جبکہ اس کے روز سے میں اسکی داڑھی کے بال جھڑ گئے تھے ۴۔ اگست تہلکہ

نوشہرہ ورکاں، امام مسجد توہین رسالت کے الزام میں گرفتار

نوشہرہ ورکاں (نامہ نگار) موضع چھلوکی تھانہ کوٹ لدھا کے امام مسجد مولوی سعید احمد نے نوکھر کی جامع مسجد حافظ معراج دین والا میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مبینہ طور پر توہین رسالت پر مبنی ایک دل آزار واقع سنایا کہ (نعوذ باللہ) حضور کے والدین جنتی نہیں۔ لوگوں نے اس کی امامت میں باجماعت نماز پڑھنے سے انکار کر دیا لیکن مولوی نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئندہ جمعہ کو جامع مسجد محمدیہ (کاتب حسن) والی میں واقع اپنے نئے پمفلٹ چھپوا لیے۔ انتظامیہ نے تصادم اور خطرات کے پیش نظر مولوی سعید احمد کے خلاف توہین رسالت آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر کے اسے گرفتار کر کے فوری طور پر جیل بھجوا دیا ہے جس کی وجہ سے صورت حال پرامن ہے۔ پاکستان

توہین رسالت کے ملزم کی درخواست ضمانت خارج، جیل بھجوا دیا گیا

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) توہین رسالت کے مقدمہ میں ملزم محمد سعید کی ضمانت بعد از گرفتاری فدا شاہ مظفر [illegible] نے خارج کر دی۔ استغاثہ کی پیروی کی واقعات کے مطابق موضع چھلوکی تھانہ کوٹ لدھا کے مولوی محمد سعید نے ایک پمفلٹ کے ذریعے نبی پاک کے والدین کو کافر قرار دیا (نعوذ باللہ) جس پر محمد اعجاز نامی شہری [illegible] موضع نوکھر کی تحریری درخواست پر تھانہ کوٹ لدھا میں ملزم محمد سعید [illegible] پولیس نے [illegible] گرفتار کر کے جیل [illegible] ملزم بعد از گرفتاری ضمانت [illegible] ایڈیشنل سیشن جج [illegible]

۱۷۔ اگست روزنامہ پاکستان

ہمارے نبی آخر الزماں کی سنت بہترین نمونہ ہے (القرآن)

7576301-3
7576305-9

لاہور اور اسلام آباد سے بیک وقت شائع ہونے والا موثر ترین قومی اخبار

روزنامہ پاکستان

ایڈیٹر: مجیب الرحمن شامی

جلد 12 | جمعرات 18 جمادی الاول 1422ھ 9 اگست 2001ء 25 ساون 2058 ب | شمارہ 187

قُطب العصر، وحید زمانہ، شیخ یگانہ حضور قبلہ عالم میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ

کے

برادر حقیقی اور خلیفہ اعظم اعلیحضرت

حضور قبلہ عالم ثانی لاثانی

میاں **غلام اللہ** علیہ الرحمہ شرقپوری

کا سالانہ عرس مبارک

بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء

بروز جمعرات بعد ظہر

بمقام

آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف

زیر صدارت و نگہداشت

فخر المشائخ حضور قبلہ عالم

محمد جمیل احمد

صاحبزادگانِ والاتبار

حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری، حضرت میاں سعید احمد شرقپوری، حضرت میاں جلیل احمد شرقپوری

نوٹ: دار المبلغین حضرت میاں صاحب کے فارغ التحصیل علماء کرام اور حفاظ عظام کی دستار بندی بھی ہوگی

تم میں بہترین شخص وہ ہے جو خود بھی قرآن پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھائے (الحدیث)

دورہ تفسیر القرآن

آغاز 6 اکتوبر 2001ء

اختتام 4 نومبر 2001ء

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور میں

اوقات تدریس: صبح 8 بجے تا 12 بجے / دوسری نشست ظہر تا عصر

Ph:0621-881371
Mob:03008680645